

مرحہ حسنا



از قلم:

امام المناظرین
حضرت علامہ صوفی محمد اللہ دتا نقشبندی
رحمۃ اللہ علیہ



ادارہ اشاعت العلوم و سن پورہ، لاہور پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّتَ حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ
مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ عَدِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ

جس نے اسلام میں اچھا طریقہ جاری کیا اسے جاری کرنے اور اس پر عمل
کرنیوالوں کے برابر ثواب ملے گا لیکن عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی نہیں ہوگی

مُرُوبَةُ حَسَنَاتِ

گجراتی و ماہی عنایت اللہ نجدی کی کتاب
شجرہ بدعت کا ردِ بلوغ

انقلم

امام المناظرین حضرت مولانا علامہ صفوی محمد اللہ تاج صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: ادارہ اشاعت العلوم و سن پورہ لاہور

نام کتاب _____ مَرُوضَةُ عَسَنَاتِ
 مصنف _____ اِمَامُ النَّاطِقِيْنَ حضرت علامہ صوفی محمد اللہ داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 کتابت _____
 اشاعت _____ پینچم
 تعداد _____ اول تا سوم تین ہزار (۳۰۰۰)
 چہارم دو ہزار (۲۰۰۰)
 مطبع _____
 ناشر _____ ادارہ اشاعت العلوم لاہور
 ہدیہ _____ ایصالِ ثواب بحق اِمَامِ النَّاطِقِيْنَ حضرت علامہ صوفی محمد اللہ داتا
 صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور
 دعائے خیر بحق معاونین ادارہ

نوٹ
 شائقین مطالعہ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔

طے کا پتہ

ادارہ اشاعت العلوم۔ جامع مسجد حنیفہ (حضرت صوفی صاحب والی)

دکن پورہ لاہور۔

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲	حدیث مبارک نمبر ۱	۱
۲	عنایت اللہ گجراتی کا مختصر تعارف	۲
۳	بند کے متعلق فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۳
۳	کربانی شرح بخاری شریف میں علامہ کربانی فرماتے ہیں	۴
۳	تائید مزید	۵
۲	حدیث مبارک نمبر ۲	۶
۲	دشمنِ اسلام قوم مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف سے نکلے گی	۷
۲	حدیث مبارک نمبر ۳	۸
۵	ابن عبد الوہاب علامہ شامی کی نظر میں	۹
۵	ابن عبد الوہاب کا مختصر ریکارڈ یہ ہے	۱۰
۶	مختصر تعارف کتاب حیاتِ طیبہ اور اسمعیل دہلوی	۱۱
۶	بندی - دیوبندی انبیاء اور اولیاء کے دشمن کیوں؟	۱۲
۷	عنایت اللہ گجراتی دہابی بھی دیوبند کی ہی پیداوار ہے	۱۳
۷	گجراتی دہابی کا دجل و فریب نمبر ۱	۱۴
۸	لفظ بدعت (نئی چیز) کا مفہوم اور علامہ علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۱۵
۸	لفظ بدعت اور شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۱۶
۹	گجراتی دہابی کا دجل و فریب نمبر ۲	۱۷
۹	دہابی خارجی ہیں	۱۸
۱۰	گجراتی خارجی صاحب کی نقل کردہ آیت مبارک کی حقیقت	۱۹
۱۱	گجراتی دہابی کا دجل و فریب نمبر ۳	۲۰

ب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۲۱	گجراتی و بابی کا دجل و فریب نمبر ۴	۱۲
۲۲	فضیلتِ دودھ	۱۳
۲۳	فضیلتِ حلوا و شہد	۱۳
۲۴	فضیلتِ گوشت	۱۳
۲۵	گمی بگی روٹی	۱۳
۲۶	گجراتی و بابی کا دجل و فریب نمبر ۵	۱۴
۲۷	معانی لفظ دعوت از روئے قہر آن	۱۴
۲۸	گجراتی و بابی کا دجل و فریب نمبر ۶	۱۵
۲۹	از روئے حدیث مبارک ہر بدعت ضلالہ نہیں ہوتی	۱۵
۳۰	علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں	۱۶
۳۱	شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں	۱۶
۳۲	حافظ الشان ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۱۷
۳۳	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدعتِ حسنہ سے انکار کیوں کیا کی	۱۷
	نفیس بحث	۱۷
۳۴	جناب مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۱۸
۳۵	چیلنج	۱۸
۳۶	گجراتی و بابی کا دجل و فریب نمبر ۷	۱۸
۳۷	بابی کبھی عقل مند اور باشعور نہیں ہو سکتا	۱۹
۳۸	نمازِ عید سے قبل اور بعد نماز پڑھنے کی ممانعت	۲۰
۳۹	نمازِ عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک کوئی نماز نہیں	۲۰
۴۰	گجراتی و بابی کا دجل و فریب نمبر ۸	۲۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۴۱	فقیہ ابراہیم حلی زبان کے ساتھ نیت نماز کرنے کے متعلق لکھتے ہیں۔	۲۱
۴۲	گجراتی دیوبانی کا دجل و فریب نمبر ۹	۲۲
۴۳	وہ نذر جو حرام و باطل ہے	۲۳
۴۴	وہ نذر جو جائز ہے	۲۳
۴۵	علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۲۴
۴۶	اور انگریز عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد علامہ احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۲۴
۴۷	گجراتی دیوبانی کا دجل و فریب نمبر ۱۰	۲۵
۴۸	مخلوق سے سوال کرنے کی اجازت ہے	۲۶
۴۹	مثلاً استعانت بغیر اللہ تعالیٰ اور شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۲۷
۵۰	مثلاً استعانت بغیر اللہ تعالیٰ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۲۷
۵۱	قطب وقت کی تعریف	۲۸
۵۲	گجراتی دیوبانی کا دجل و فریب نمبر ۱۱	۲۸
۵۳	شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ قول کی شرح میں فرماتے ہیں	۲۹
۵۴	گجراتی دیوبانی کا دجل و فریب نمبر ۱۲	۲۹
۵۵	دلیل اول گجراتی دیوبانی کا اہلسنت پر صریح بہتان	۳۰
۵۶	دلیل دوم حقیق اور علم غیب کی نفیس بحث	۳۰
۵۷	عالم الغیب اور عالم علم الغیب کی لاجواب تحقیق	۳۱
۵۸	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا بیان	۳۲
۵۹	علم غیب کے متعلق سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان	۳۳
۶۰	علم غیب عطائی کا انکار قرآن پاک کے خلاف ہے۔	۳۴
۶۱	سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں۔	۳۴

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۵	شاہ عبدالقادر دہلوی بھی علم غیب عطائی کے قائل ہیں۔	۶۲
۳۶	محدث ابن کثیر بھی علم غیب عطائی کو مانتے ہیں۔	۶۳
۳۷	بقول دیلمیہ قرآن پاک پر ایمان کفر ہے۔	۶۴
۳۷	علم غیب عطائی کے متعلق آیات قرآنیہ	۶۵
۳۹	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زیادتی علم کی دعا کرنا	۶۶
۳۹	گجراتی دیلمی کا دجل و فریب نمبر ۱۳	۶۷
۴۰	گجراتی دیلمی کا دجل و فریب نمبر ۱۴	۶۸
۴۰	سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان	۶۹
۴۱	بحر الرائق کی پوری عبارت اور گجراتی دیلمی صاحب کی یہودیت یعنی دجل و فریب ۱۵	۷۰
۴۲	دیلمی کا فتاویٰ قاضی خاں سے استدلال	۷۱
۴۲	فتاویٰ قاضی خاں کی پوری عبارت یہ ہے	۷۲
۴۳	اسکے جواب میں علامہ شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۷۳
۴۳	عارف باللہ احمد صادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلالین شریف میں فرماتے ہیں۔	۷۴
۴۴	شرح فتح البین کے محشی علامہ حسن مدالجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۷۵
۴۴	مسئلہ حاضر و ناظر اور گجراتی دیلمی کا دجل و فریب نمبر ۱۶	۷۶
	گجراتی دیلمی کا بزعم خویش قرآن پاک سے استدلال کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام	۷۷
۴۶	حاضر و ناظر نہیں ہیں۔	
۴۶	گجراتی دیلمی کی قرآن پاک کا ترجمہ کرنے میں خیانت	۷۸
۴۷	شاہ کامعنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی	۷۹
۴۷	حاضر و ناظر کی نفیس بحث	۸۰
۴۸	اہل سنت و جماعت کی مائتہ تفسیر جلالین کا حاشیہ صادی شریف میں ہے۔	۸۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۸۲	عقیدہ حاکم و ناظر اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۴۸
۸۳	عقیدہ حاکم و ناظر کی مخالفت کا تاریخی پس منظر	۴۹
۸۴	گجراتی و بانی کی حماقت	۴۹
۸۵	اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تائید گنگوہی کے قلم سے	۵۰
۸۶	مسئلہ بشریت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۵۱
۸۷	دلائل بے شبہیت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۵۱
۸۸	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا بقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۲
۸۹	جیلج	۵۳
۹۰	بشریت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق حضرت محمد و الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ	۵۴
۹۱	مسئلہ میلاد مبارک اور و بانی کی خیانت یعنی دجل فریب	۵۴
۹۲	حضور جناب محمد و پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مکمل مکتوب	۵۵
۹۳	مسئلہ ذکر بالجہر اور فتاویٰ خیریہ کی عبارت میں خیانت یعنی دجل فریب	۵۵
۹۴	از روئے فتاویٰ خیریہ ذکر بالجہر جائز ہے	۵۶
۹۵	ذکر بالجہر اور علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۵۷
۹۶	گجراتی و بانی کیمیری شرح منیۃ الصلح کے حوالے سے لکھا ہے	۵۸
۹۷	کیمیری شرح منیۃ کی عبارت میں خیانت یعنی دجل فریب	۵۸
۹۸	ذکر بالجہر کے متعلق سیدنا محمد و پاک رضی اللہ عنہ سرہندی کی عبارت میں خیانت یعنی	۵۹
۹۹	مسئلہ صلوة و سلام برخیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دجل و فریب	۶۰
۱۰۰	الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ کی تصدیق شیخ اسماعیل حق رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے	۶۱
۱۰۱	الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے کا ثبوت تمام دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ	۶۱
	صاحب مہاجر مکی کے قلم سے	

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۶۲	اذان میں انگڑٹھے چڑھنا اور دجل و فریب نمبر ۲۲	۱۰۲
۶۳	اب انگڑٹھے چڑھنے والی حدیث کے متعلق حفاظ حدیث کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔	۱۰۳
۶۴	علامہ محمد طاہر بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۹۸۶ھ فرماتے ہیں۔	۱۰۴
۶۴	اہلسنت احناف کے مسلم امام سیدی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ	۱۰۵
۶۴	غیر مقلدوں کا امام علامہ شوکانی المتوفی ۱۲۵۵ھ لکھتا ہے	۱۰۶
۶۵	شیخ عبدالرحمن بن محمد مفتی بیروت المتوفی ۱۲۵۶ھ کی شہادت	۱۰۷
۶۵	فقہائے احناف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادتیں	۱۰۸
۶۶	مسئلہ ذبح بغیر اللہ اور وہابی کا دلیل و فریب نمبر ۲۳	۱۰۹
۶۹	مسئلہ سلع موتی اور گجراتی وہابی کی جارحیت یعنی دجل و فریب نمبر ۲۴	۱۱۰
۷۰	سیدی علی بن برہان الدین حلبی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں	۱۱۱
۷۱	امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۱۱۲
۷۱	حافظ الشان سیدی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔	۱۱۳
۷۳	وہابی کی پیش کردہ آیات کا معنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی	۱۱۴
۷۵	سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ	۱۱۵
۷۵	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کے مزارات کو بوسہ دینے کا مسئلہ	۱۱۶
۷۵	شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں	۱۱۷
۷۶	شیخ الاسلام نور الدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	۱۱۸
۷۶	اوپر قبروں کو گرانے کا مسئلہ	۱۱۹
۷۷	لغات حدیث کی مشہور و معروف کتاب مجمع البحار میں ہے	۱۲۰
۷۸	مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں وحید الزماں غیر مقلد کی تحقیق	۱۲۱
۷۸	بزرگان دین کے مزارات مقدسہ پر عمارت بنانے کا مسئلہ	۱۲۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۷۹	حنفیوں کے سلم امام اور محدث علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی فرماتے ہیں	۱۲۳
۷۹	عارف باللہ سید اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	۱۲۴
۷۹	علامہ شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۱۲۵
۸۰	مسئلہ دُعا بعد نماز جنازہ	۱۲۶
۸۰	اسی طرح علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۱۲۷
۸۱	مسئلہ حیاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حیات اولیاء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔	۱۲۸
۸۱	حیات انبیاء کے متعلق اہل اسلام کا عقیدہ۔	۱۲۹
۸۲	شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔	۱۳۰
۸۲	مسئلہ حیاۃ اولیاء	۱۳۱
۸۳	دہابی عوام کا عقیدہ گدھے کے عضو تناسل کی مانند ہے۔	۱۳۲
۸۳	اعلمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی عقیدہ مند کے اشعار	۱۳۳
۸۴	قطب شہرانی سیدی عبد الوہاب شہرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں	۱۳۴
۸۵	طائفہ دہابیہ دیوبندیہ کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں	۱۳۵
۸۵	دیگر اشعار اعلمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ در منقبت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ	۱۳۶
۸۶	گجراتی دہابی کا اعتراض	۱۳۷
۸۷	میزان سیادت	۱۳۸
۸۷	ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان	۱۳۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 دَحْمَدَةً وَنُصَلِّ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ
 اَمَّا بَعْدُ : اے ایمان والو! ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں دیگر خطرات سے اپنی
 پیاری اُمت کو آگاہ فرمایا ہے۔ وہاں یہ بھی فرمایا ہے۔

حدیث مبارکہ | یَكُونُ فِي آخِرِ النَّفَاقِ دَجَائِلٌ كَذَّابُونَ يَأْتُواكُمْ
 مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ
 فَأَيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يَفْتَنُوكُمْ وَلَا يَفْتَنُوكُمْ بِهِ

ترجمہ :- آخری زمانہ میں کچھ دھوکے باز جھوٹے لوگ پیدا ہونگے جو تمہارے سامنے
 ایسی باتیں بیان کریں گے۔ جو تم نے سنی ہوں گی۔ نہ ہی تمہارے باپ دادا نے۔ اُن سے بچنا
 کہیں تمہیں گمراہ نہ کر دیں نہ ہی تم کو فتنہ میں ڈال دیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

يَذَّابِلُ أَنْفُسَهُمْ عُلَمَاءُ وَمُشَافِخٌ مِنْ أَهْلِ النَّصِيحَةِ وَالْمَصْلَحَةِ ثُمَّ يَدْعُونَ
 إِلَى مَذَاهِبِهِمُ الْبَاطِلَةِ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِدَةُ ۔

ترجمہ :- یعنی وہ دجال اور کذاب لوگ خود کو علماء اور مشائخ نصیحت اور اصلاح کرنے
 والے سمجھتے ہوں گے۔ لوگوں کو اپنے باطل مذاہب اور اپنے بُرے خیالوں کی طرف بلائیں گے
 لہذا ایسے بد مذہب علماء مشائخ سے پوری پوری طرح پرہیز کیا جائے۔ ایسے علماء اور
 مشائخ میں سے عنایت اللہ گجراتی بھی ہے جسے ابن عبد الوہاب کی ذریت پر میر طریقت
 کہتی ہے۔

عنایت اللہ گجراتی کا مختصر تعارف

یہ عنایت اللہ گجراتی غلام اللہ پنڈوی اور سرفراز گلگٹوی کا گرو بمبائی حسین علی واں بھچروی

کا مرید و شاگرد ہے۔

حسین علی داں، مہجوری رشید احمد گنگوہی دہلوی دیوبندی کا چلیہ ہے اور یہ سب لوگ جو کما
دہی اور فریب کاری میں یدِ طولی رکھتے ہیں۔ دراصل یہ دیوبندی ابن عبد الوہاب نجدی کی روحانی
اولاد ہے۔ نجدی اور دیوبندی فطرتاً انبیاء علیہم السلام کے دشمن ہیں۔

نجد کے متعلق فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

يَهَا يُطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

ترجمہ :- یعنی نجد سے قرنِ الشیطان نکلے گا۔

کرمانی شرح بخاری شریف میں علامہ کرمانی فرماتے ہیں

(قرنِ شیطان) اُمّی اُمّتہ و حنّہ، یعنی نجد سے شیطان کی اُمت اور اس کا گروہ

پیدا ہوگا۔ www.Ishaat-ul-Uloom.net

کون نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی سیدنا آدم علیہ السلام کی امانت کا جرم شیطان
ہی سے سرزد ہوا ہے۔ لہذا شیطان کی اُمت اور اُس کے گروہ کی یہ ہی پہچان ہے کہ وہ انبیاء
اللہ کا گستاخ ہوگا۔

تائیدِ مزید | حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب مشرکین

مکہ نے جمع ہو کر دار الندوہ میں بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف

مشورہ کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اس دن صبح سویرے ہی آگئے مشورے کے اس دن کا نام یومِ زحمت

رکھا گیا مشرکین کے سامنے ہی ابلیس بھاری چادر اوڑھ کر ایک بڑے بزرگ کی شکل میں ملائندو

کے دروازے پر کھڑا ہو گیا مشرکین نے پوچھا یہ بزرگ کون ہے۔ ابلیس نے جواب دیا میں نجدی

بزرگ ہوں۔ تمہارا پر و گرام میں نے سنا اور تمہارے ساتھ حاضر ہو گیا ہوں تاکہ سنا جائے کہ تم

کیا کہتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی رائے یا نصیحت تم سے پوشیدہ رہ جائے۔ یہ کہہ کر ابلیس مشرکین کے ساتھ دارالندوہ میں داخل ہو گیا۔

مندرجہ بالا روایت سے مندرجہ ذیل باتیں روز روشن کی طرح ثابت ہیں۔
(۱) اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو صرف نجدی بزرگ کی صورت اختیار کرنے کی سوجھائی۔ کیونکہ نجد ہی سے ابلیس کا گردہ ظاہر ہوا تھا۔

(۲) امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو تنبیہ تھی کہ نجدیوں کی بزرگی اور ان کے جتوں قبول کا بھروسہ نہ کرنا۔ تحقیقاً یہ ابلیس کا گردہ ہے۔

(۳) نجدی لوگ مشرکین کے خیر خواہ اور اہل اسلام اور بانی اسلام کے دشمن ہوں گے۔
حدیث مبارک ۲: اِنَّ مِنْ بَعْدِي مِنْ اَصْحٰبِيْ قَوْمٍ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُوْهُ حَدًا قَوْمٌ يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدْعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ۔ ۱۰

ترجمہ :- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد میری امت سے ایک قوم ہوگی جسے قرآن پڑھیں گے۔ اہل اسلام کو قتل کریں گے۔ اور مشرکوں کو کچھ نہ کہیں گے۔

دُشمنِ اسلام قوم مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف سے نکلے گی۔

حدیث مبارک ۳: اِيْخْرُجُ قَوْمٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُوْنَ حُدُوْدَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاَشْيَانِ كَمَا يَمْرُقُ الشَّهْمُ مِنَ الدَّمِيَةِ۔ ۱۰
ترجمہ :- مشرق سے ایک قوم نکلے گی۔ قرآن پڑھیں گے۔ مگر قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہ اترے گا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نکسار سے۔

ان تمام احادیث کے مصداق نجدی ہیں۔ کیونکہ نجد عرب کے ایک خطے کا نام ہے جس کی

۱۰ :- تہذیب طبری عربی مطبوعہ مصر طبع ثانی جلد ۲ صفحہ ۳ سطر ۱۰ تا ۱۱۔ تہذیب طبری عربی مطبوعہ بیروت جلد ۲ صفحہ ۱۰ سطر ۱۰ تا ۱۱۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر عربی مطبوعہ ریاض جلد ۳ صفحہ ۱۰ سطر ۲۱ تا ۲۲۔
۱۱ :- کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۳ حدیث ۵۴۴ ۱۰ :- کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۳ حدیث ۵۴۴

زمین بند ہے اور جو حجاز سے مشرق کی طرف خلیج فارس تک وسیع ہے بلکہ
حجاز کے متعلق لکھا ہے کہ عرب کے ایک صوبے کا نام ہے جس میں مکہ مدینہ اور طائف
وغیرہ کا علاقہ شامل ہے۔^۱
معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ مشرق سے ایک قوم نکلے گی۔ صاف بتاتا ہے
کہ نجد ہی کی طرف اشارہ ہے جو کہ مکہ و مدینہ سے مشرق میں واقع ہے۔
اسی نجد کے خطے میں ابن عبد الوہاب رحمہ اللہ میں پیدا ہوا جس نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
اور اولیاء اللہ کی مخالفت پر کمر باندھی۔ اور سوائے اپنے عقیدت مندوں کے تمام اہل اسلام کو
مشرک قرار دیا۔

ابن عبد الوہاب علامہ شامی کی نظر میں

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عبد الوہاب کے متعلق فتاویٰ شامی میں لکھا ہے۔
کَمَا وَقَعَ بَيْنِي وَمَا بَيْنَا فِي إِتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْوَيْلِي خَرَجُوا مِنْ بَيْتِهِ وَتَعَلَّبُوا عَلَى
الْحَرَمَيْنِ كَأَنَّا يَنْتَحِلُونَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لَكِنَّهُمْ اِعْتَقَدُوا أَنَّهُمْ هُمُ
الْمُسْلِمُونَ وَأَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكٌ وَأَسْتَبَاحُوا بِذَلِكَ قَتْلَ
أَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ۔^۲
ترجمہ: جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبد الوہاب کے تابعداروں کا واقعہ ہوا جو نجد سے نکلے
اور حرمین شریفین پر غالب آئے خود کو حنبلی مذہب کہتے تھے۔ لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ وہی مسلمان
ہیں۔ ان کے خلاف عقیدہ رکھنے والے تمام مشرک ہیں۔ لہذا ان کے نزدیک عوام اہل سنت اور
علماء اہل سنت کا قتل جائز تھا۔

ابن عبد الوہاب کا مختصر ریکارڈ یہ ہے

۱۔ فیروز اللغات فارسی ص ۴۸۹۔ ۲۔ فیروز اللغات فارسی ص ۳۵۸۔

۳۔ فتاویٰ شامی ج ۳ ص ۳۱۹۔

ابن عبد الوہابؒ ۲۹۱ھ میں نجد کے ایک شہر عینہ میں پیدا ہوا۔ اپنے کفریہ عقائد کے سبب لوگوں میں بدنام ہوا۔ مجبور ہو کر اسے اپنا آبائی شہر چھوڑنا پڑا۔ وہاں سے نکل کر اس نے صریحہ (نجد کا شہر) میں رئیسِ عظم محمد بن سعد کے پاس پناہ لی۔ اس محمد بن سعد نے ابن عبد الوہاب کی لڑکی سے نکاح کر لیا۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبد العزیز رکھا گیا۔ یہ لڑکا اپنے نانا ابن عبد الوہاب کے مسلک پر سختی سے پابند تھا۔ اس نے جی وہابیت پھیلانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

آخر کار ۸۰۳ھ میں خراسان کے ایک سنی نے اُسے قتل کر دیا۔ عبد العزیز کے بعد اس کا بڑا بیٹا سعد باب سے بھی زیادہ پرجوش نکلا۔ ۸۰۳ھ کے اخیر میں سعد نے مدینہ منورہ پر قبضہ جمایا۔ وہابیت کے جوش میں جنت البقیع کے تمام مقبرے صاف کر دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کو بھڑا۔ آپ کے مزار کی جواہر نگار چھت کو برباد کر دیا۔ اور اس چادر کو بھی اٹھا دیا۔ جو آپ کے مزار مقدس پر پڑی رہتی تھی۔ پھر ۸۱۸ھ میں اللہ تعالیٰ نے ترکوں کے ہاتھوں ان وہابیوں کی شان و شوکت کو تباہ و برباد کر دیا۔

www.Ishaat-ul-Uloom.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ مُخْتَصَرًا۔

مختصر تعارف کتاب حیات طیبہ اور اسمعیل دہلوی

حیات طیبہ اسمعیل دہلوی کی سوانح حیات ہے۔ اس کا مؤلف مرزا حیرت دہلوی ہے جو کہ بدترین وہابی ہے اور شنائی وہابیوں نے تصحیح نام کے بعد اس کتاب کو دوسری دفعہ شائع کیا ہے۔ جبکہ اسمعیل بن عبد العزیز ابن عبد الوہاب نجدی کا روحانی فرزند تھا جو دہلی میں ۱۷۷۱ھ میں پیدا ہوا اور تقویۃ الدین لکھ کر اپنے روحانی باپ ابن عبد الوہاب کا خلف الرشید ہونے کا پورا پورا ثبوت دیا۔

نجدی دیوبندی نبیاء اور اولیاء کے دشمن کیوں؟

اسمعیل دہلوی کے بعد ۱۲۸۳ھ میں ہندوستان کے ایک قصبہ دیوبند میں مدرسہ دہلیت قائم ہوا اگر لفظ ”دیوبند“ کو ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ دیوبندی کہلانے والوں کو لازماً انبیاء اور اولیاء اللہ کے دشمن ہونا چاہیے۔ کیونکہ دنیا میں سب سے پہلے ”دیوبند“ کا لفظ قارون کے لیے استعمال ہوا ہے۔ ”دیوبند“ قارون کا لقب تھا۔ پھر ایران کے ایک قدیم بادشاہ جمشید کا لقب ہوا۔ پھر ہندوستان کے ایک قصبہ کا نام ہوا۔ ”فیروز اللغات“ فارسی میں ہے۔ لہٰذا دیوبند، جمشید اور قارون کا لقب ہندوستان کے ایک قصبے کا نام اصلی دیوبند یعنی قارون کو کون نہیں جانتا۔ بے شک وہ نبی اللہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا بدترین مخالف تھا۔ آپ کی دعا سے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ معلوم ہوا نجدی اور دیوبندی فطرتاً ہی اور اہل حق کے دشمن ہیں۔

عنایت اللہ گجراتی وہابی بھی دیوبند کی ہی پیداوار ہے۔

اس عنایت اللہ گجراتی کی وہابیت ملاحظہ فرمائیں۔
ایک بات یاد رکھنے والی ہے کہ اہل سنت جس قدر صلوة و سلام کے شیعہ بنی ہیں، اس سے کہیں زیادہ وہابی لفظ ”بدعت“ کے متوالے ہیں۔ چنانچہ گجراتی وہابی لکھتا ہے۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب

اعتراض | دین کے اندر کوئی نئی چیز نکالنا جو زمانہ رسالت و زمانہ خلافت راشدہ و صحابہ و تابعین و تبع تابعین میں باوجود اپنے سبب و علت کے نہ تھی ”بدعت“ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔
مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنا هَذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَهُوَ دُوْدٌ۔
جس کسی نے ہمارے اس معاملہ میں (یعنی دین اسلام میں) کوئی نئی بات نکالی تو وہ مردود ہوگی۔

جواب :- میں کہتا ہوں کہ بدعت کی مذکورہ بالا تعریف اُمت و مابہ کی من گھڑت ہے ۔
اہل سنت کی کسی کتاب میں یہ تعریف نہیں ۔ اور جس حدیث شریف کو اپنی تائید میں پیش کیا
ہے وہ ہرگز دما بیہ کی من گھڑت تعریف کی موئید نہیں ۔

لفظ بدعت (نئی چیز) کا مفہوم اور علامہ علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حنفیوں کے مہتمم علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ۔
قَالَ الْقَاضِي الْمَعْنَى مَنْ أَحْدَثَ
فِي الدِّينِ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ لَهُ
مِنْ الْكِتَابِ وَالسُّنَنِ سَدٌّ ظَاهِرٌ
أَوْ حَقٌّ مُلْفُوظٌ أَوْ مُسْتَبْطَقٌ مَرْدُودٌ
یعنی جس شخص نے اسلام میں کوئی ایسی رائے
کا اظہار کیا جس کی صحت پر قرآن و سنت
میں کوئی سند نہیں ۔ نہ ظاہری نہ خفی
نہ نقلی نہ استنباطی وہ رائے مردود ہے ۔

پھر فرماتے ہیں ۔
فِي قَوْلِهِ (مَا لَيْسَ مِنْهُ) إِشَارَةٌ
إِلَى أَنَّ احْدَاثَ مَا لَا يُنَازَعُ الْكِتَابَ
وَالسُّنَةَ لَيْسَ بِمَذْمُومٍ ۔
بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں جو
مالیس منہ ہے اس سے اس بات کی
طرف اشارہ ہے کہ جو نئی بات قرآن و سنت
کے خلاف نہ ہو وہ بُری نہیں ۔

لفظ بدعت اور شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ۔
أَيُّ أَحْدَثَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ
مِنْ الْكِتَابِ وَالسُّنَنِ سَدٌّ ظَاهِرٌ
أَوْ مُسْتَبْطَقٌ أَوْ لَمْ يَكُنْ بِمَصْحُوبٍ
یعنی دین میں ایسی کوئی نئی چیز نکالی جس کی
کتاب و سنت میں سند نہ ہو ۔ مرتج یا
استنباطی یا اس کی صحت پر قرآن میں حکم نہ ہو ۔

اَلْكِتَابُ قَائِمٌ اِلٰى جَمَاعٍ وَالْقِيَاسُ
وَاسْمُ اِلٰهٍ مَا كَانَ مُخَالَفًا
مُعَيَّنٌ لَّهُمَا ۝
اس میں اجماع اور قیاس بھی شامل ہے
پس مراد یہ ہے کہ قرآن و سنت کا مخالفت
یا مغیر دنیا کام مردود ہے۔
بدعت کی تعریف اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا معنی و مفہوم یہ ہے
جو محدثین کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا ہے۔

گجراتی و بابی کا دجل و فریب ۲

اعتراض | گجراتی و بابی سمجھتا ہے، افسوس ہے کہ آج لوگوں نے دین کے اندر طرح طرح کی
بدعات ایجاد کر دیں اور دین اسلام کو موم کی ناک بنا ڈالا۔ اپنے کھانے پینے
اور دنیا کے چند ٹکوں کی خاطر دین کا علیہ اور نعمت بگاڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لِيَآكُلُوا
أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَأَيْسَرُ ذُنُوبِ سَيْئِلِ ۝
اے ایمان والو! خبردار، بہت سیار رہنما بہت سے مولوی اور پیر الیہ ہیں جو لوگوں کا مال
ناجائز طریقہ سے کھاتے ہیں، اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں ۝
جواب :- گجراتی و بابی نے اہل سنت پر مذکورہ بالا آیت چسپاں کر کے اپنی خارجیت کا پورا پورا
ثبوت دیا ہے اس لیے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ یعنی کافروں کے حق میں ہے۔ کافروں والی
آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کرنا خواہج کی فطرت ہے۔

و بابی خارجی ہیں | بخاری شریف میں ہے۔

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمُ شَرًّا يَخْلُقُ
اللَّهُ وَقَالَ إِنَّهُمْ انْطَلَقُوا إِلَى
ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو شر ترین
مخلوق خیال کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ

آيَاتِ تَزَلَّتْ فِي الْكُفَّارِ
خارجی لوگ کفار کے حق میں آئی ہوئی،
فَعَلُّوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کرتے ہیں۔

گجراتی خارجی صاحب کی نقل کردہ آیت مبارک کی حقیقت

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ آج سے ہزار سال پہلے مفسر ہیں، سمجھتے ہیں۔
اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَالْعَرَّاءِ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى
(يَأْخُذُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ) يَأْخُذُوْنَ الرِّشَاءَ فَيَحْكُمُوْنَ بِحُكْمِهِمْ وَيُخْرِقُوْنَ
كِتَابَ اللّٰهِ وَيَكْتُمُوْنَ بِآيَاتِهِمْ كِتَابًا ثَمَّ يَمُوْثُوْنَ هٰذَا مِمَّنْ عِنْدَ اللّٰهِ
وَيَأْخُذُوْنَ بِمَا تَمَنَّا قَلِيْلًا مِّنْ سَفَلٰتِهِمْ ۝
ترجمہ :- اے ایمان والو! بیشک اکثر علماء اور قاری بنی اسرائیل کے یہود و نصاریٰ میں سے
لوگوں کا ناسحق مال کھاتے ہیں۔ اپنے احکام میں رشوتیں لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کو
بدلتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے کتاب بکھڑ کر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اس کے
بدلے ادنیٰ لوگوں سے کچھ مال بڑھتے ہیں۔
ان دہابیوں کی تالیفات دیکھنے سے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ واقعی خارجی گروہ ہے۔
کیونکہ کفار اور مشرکین کے حق میں اُتری ہوئی آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کر کے انہیں خواہ
مخواہ مشرک بناتے ہیں۔

گجراتی دہابی کا دجل و فریب ۳

اعتراف | گجراتی دہابی لکھتا ہے ”مقام حیرت ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے لایع کرنا تو کوئی
بڑی بات نہیں تھی لیکن مرگ پر پڑے بھی یہ وصیتیں کرتے ہیں کہ اعتراف سے
اگر بطیب خاطر ملے ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار مجھ کو ان اشیاء سے بھی بھیج دیا کریں دُور

کا برف خانہ ساز (قلنی) اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو۔ مرغ کی بریانی مرغ پلاؤ خواہ بکری کاشانی کباب۔ پراسٹے۔ بالائی۔ فیرنی۔ اردکی دال مع ادراک و لوازم (یعنی مصالحے بھی ہوں تاکہ مولوی صاحب کو بادی نہ ہو جائے) گوشت بھری کچوریاں سیب و انار کا پانی سوڈے کی بوتل۔ تاکہ یہ سب ابلتا ہضم ہو جائے۔ پہلے

جواب۔ دوستو! مرنے سے قبل وصیت کرنا ایک امر شرعی ہے لیکن اس گجراتی خارجی نے وصیت کی عبارت میں اپنی خواہش باطنی کی پختہ نہیں لگا کر کیسا استہزاء کیا۔ دوسرے یہ خواہش دکھائی ہے کہ فاتحہ کے متعلق پوری وصیت نقل نہیں کی۔ اگر پوری عبارت نقل کر دیتا تو خواہش بھرے پیوند ہرگز نہ لگا سکتا۔ ہم اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی وصیت فاتحہ کا وہ بالائی حصہ نقل کر دیتے ہیں تاکہ اس گجراتی خارجی کے لگائے ہوئے پیوند اکھڑ جائیں۔ اور وصیت کی حقیقت واضح ہو جائے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے کھانوں کا ذکر کرنے سے پہلے فرمایا کہ

مرفاقتہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیں صرف فقرا کو دیں۔ اور وہ بھی اعتدالاً

اور خاطر داری کے ساتھ۔ ۷

آپ کا فرمانا کہ دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں، صاف صاف بتاتا ہے کہ مُرْسَلُ الْإِنِّہِ آپ کی ذات نہیں بلکہ فقرا ہیں گویا کہ آپ نے فرمایا۔ مندرجہ ذیل کھانے عزت اور احترام کے ساتھ فقراء کے ہاں بھیج دیا کریں۔ اب ان خارجیوں سے پوچھو کہ فاتحہ کے اچھے اچھے کھانے فقراء کے ہاں بھیجنے میں کونسی قباحت ہے بلکہ یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ خَنْشٍ قَالَ دَأَيْتُ عَلِيًّا	حضرت خنش کہتے ہیں کہ میں نے علی رضی
يُضَاحِي بِكَتَبَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذَا	اللہ عنہ کو دیکھا کہ دو مینڈھے قربانی کرتے
فَقَالَ إِنَّ دُرسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	تھے میں نے پوچھا یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذْصَافُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَافِثٌ
أَنْ أَصَحَّحَ عَنْهُ فَأَنَا
سَوَّيْتُ أَيْ كَرَّمْتُ كَرَمِي مِنْ طَرَفٍ
سَوَّيْتُ أَيْ كَرَّمْتُ كَرَمِي مِنْ طَرَفٍ سَوَّيْتُ أَيْ كَرَّمْتُ كَرَمِي مِنْ طَرَفٍ

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی یہ خارجی کہیں گے کہ آپ کو آخری وقت گوشت کھانے کی سوجھی۔ معاذ اللہ تم معاذ اللہ تو کوئی بھی بد دین نہیں کہہ سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے جلتے وقت اپنے پیٹ کی ہی فکر تھی۔ کیونکہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ فاتحہ کے کھانے بعینہ نہیں پہنچتے بلکہ ان کھانوں کو فی سبیل اللہ خیرات کرنے کا ثواب پہنچتا ہے۔ بخلاف اس کے گجراتی وہابی نے اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا ہے کہ کھانے بعینہ پہنچتے ہیں۔ اسی لیے یہ وہابی اپنے مردوں کی فاتحہ نہیں دلاتے۔ کیونکہ کھانوں کا مردوں سے کیا تعلق۔

گجراتی وہابی کا دجل و فیسرہ

اعتراف! گجراتی وہابی لکھتا ہے ”مولوی محمد عمر اچھڑوی نے اپنی کتاب ”مقیاس حقیقت“ میں مندرجہ ذیل سرخیاں قائم کر کے امت محمدیہ پر کرم فرمائی کی۔

فضیلت دودھ، فضیلت حلوا، شہد، فضیلت گوشت اور پراگٹھا۔

جواب :- میں کہتا ہوں، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ اشیاء کا بذریعہ احادیث ذکر کر کے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر احسان فرمایا تاکہ یہ امت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب اشیاء کو محبوب رکھیں۔ اور جب فی سبیل اللہ خیرات کرنے کا موقع آئے تو اللہ تعالیٰ کی مقبول و محبوب اشیاء ہی اس کے راستے میں خیرات کریں۔ کیونکہ جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبولیت حاصل ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مقبول ہوتی ہے۔ گویا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند اللہ تعالیٰ کی پسند ہے۔ مناظر اعظم مولانا محمد عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ جن احادیث سے گجراتی وہابی کے سینے

میں غضب کی آگ بجڑی ہے۔ وہ احادیث بندہ پھر نقل کر دیتا ہے تاکہ دوا بیوں کے مرض قلبی میں اور اضافہ ہو۔

فضیلتِ دُودھ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى بِلَبَنٍ قَالَ بُرْكَهٗ أَوْ بَرَكَتَانِ يَلَهُ

اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ پیش کیا جاتا۔ آپ فرماتے یہ سرائے برکت ہے یا فرماتے دو گنا برکت ہے۔

فضیلتِ حلوا و شہد

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحُلُوَّ وَالْعَسَلَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلوا اور شہد کو محبوب کہتے تھے۔

فضیلتِ گوشت

عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ طَعَامِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَأَهْلِ الْآخِرَةِ اللَّحْمُ -

حضرت ابو قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا اور جنت والوں کا اعلیٰ کھانا گوشت ہے۔

گھی لگی روٹی

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَدِدْتُ نَوَاسٍ عِنْدَ نَاحِيَتَيْنِ بَيْضَاءِ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ مَلْبَقَتَيْنِ بِسَمْنٍ نَاكِلَتَيْنِ -

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ آج تو گھی لگی گیہوں کی روٹی ہوتی تو ہم کھاتے۔

مسلمانو! ان احادیث مبارکہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ اشیاء و خوردنی کا پتہ چلتا ہے۔

۱۔ :- ابن ماجہ صفحہ ۲۴۶ - ۲۔ :- ابن ماجہ صفحہ ۲۴۶

۳۔ :- ابن ماجہ صفحہ ۲۴۵ - ۴۔ :- ابن ماجہ صفحہ ۲۴۵

وہابی خواہ کتنا ہی جلیں۔ لیکن آپ لوگ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبا شیاد ہی فی سبیل اللہ غریبہ اور فقراء کو کھلایا کرو۔ اور بذات خود بھی ان چیزوں کو محبت کی نگاہ سے دیکھیں۔ نفسانی خواہش کے ماتحت نہیں۔ بلکہ اس لیے کہ یہ چیزیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ ہیں۔

گجراتی وہابی کا جبل و فیسرہ

اعتراض | گجراتی وہابی لکھتا ہے: ”ایک دفعہ کسی نے مسئلہ پوچھا۔ (حضرت رضی اللہ عنہ سے) سوال :- حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟ جواب :- اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔“

اندازہ کیجئے پیٹ کی اشتہاء کا۔ ان بندگان پیٹ کے سامنے مسئلہ کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ بات پیٹ کی کریں گے۔ سائل حاضر ناظر کے چکر میں ہے تو حضرت پیٹ کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں۔“

جواب :- میں کہتا ہوں کہ اس جاہل وہابی سے پوچھئے کہ دعوت کا معنی پیٹ بھرنا کس لغت میں ہے۔

دعوت کا معنی تو صرف ”بلانا“ ہے پھر جب تک اس کے ساتھ کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ تو کسی خاص چیز کی طرف بلانا مراد نہیں لیا جاسکتا۔

معانی لفظ ”دعوت“ از رُءِ قرآن

۱۔ اُجِیْبْ دَعْوَا النَّاسِ اِذَا دَعَاكَ ۝

۱۱۔ مفعولات حصہ اول صفحہ ۱۲۷۔ ۱۲۔ شجرہ بدعات صفحہ ۹۔

۱۳۔ بقرہ پارہ ۲۔ آیت ۱۸۶۔

۲۔ لَهْ دَعْوَةُ الْحَقِّ۔ ۱۷

۳۔ اِنْتَعَاذَ دَعْوَتِي اِلَيْهَا لَيْسَ لَهْ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ۔ ۱۸
دیکھیے لمبے مذکورہ بالا آیات میں ”دعوت“ کا لفظ موجود ہے لیکن اس دعوت سے کھانا کھانے کی دعوت مراد لینا سراسر جہالت ہے۔

معلوم ہو کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان (دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں) سے کھانے کی دعوت مراد لینا گجراتی و بابی کی جہالت ہے بلکہ اسکے بطن پرستی کی دلیل ہے۔

گجراتی و بابی کا دہل و فریب اعتراض

گجراتی و بابی لکھتا ہے۔

(۱) بدعتی پر اللہ ملائم اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

(۲) بدعتی کا کوئی عمل قبول نہیں۔

(۳) بدعتی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(۴) بدعتی کی توقیر و تعظیم کرنا۔

(۵) بدعتی کو توبہ کی توفیق نہیں۔

(۶) بدعتی آب کو تر سے خسر ہو گا۔ ۱۹

جواب :- گجراتی و بابی نے مذکورہ بالا ہر عنوان کے تحت حدیث نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ بدعت یا بدعتی کی مذمت میں جتنی بھی احادیث آتی ہیں وہ سب کی سب اُسی ہی بدعت اور بدعتی کے بارے میں ہیں۔ جو قرآن و سنت کے خلاف ہو۔

از روئے حدیث مبارک ہر بدعت بدعت ضلالہ نہیں ہوتی

ہمارے اس دعویٰ کی دلیل ملاحظہ ہو۔

۱۷۔ رعد پارہ ۳ آیت ۱۷۔ ۱۸۔ المؤمن پارہ ۲ آیت ۱۷۔ ۱۸۔ شجرہ بدعات صفحہ ۱۳ تا ۱۴۔

عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُرِّيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...
 مَنْ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ مُتْلَاهُ لَا يَرْضَاهَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا...
 بلال بن حارث مری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کوئی بُرا طریقہ جاری کیا جس سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی نہیں اس بدعت ضلالہ پر عمل کرنے والوں کے برابر اس بدعتی کو گناہ ہوگا۔

علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

قَيْدُ الْبِدْعَةِ بِالْمُتْلَاهُ لِتَرَادُفِ الْبِدْعَةِ الْحَسَنَةِ - س
 بدعت کے ساتھ ضلالت کی قید لگانا
 بدعت خیر کو اس مذمت سے نکالنے کے لیے ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

بِدْعَةُ ضَلَالَةٍ (كَأَنَّهُ اخْتَرَأَ عَنْ بَعْضِ الْبِدَعِ الْمُتَحَسِّنَةِ الَّتِي تَقْوَى بِهَا الدِّينُ كَمَا صَرَّحَ أَقْسَامُ الْبِدْعَةِ فِي أَقْلِ الْبَابِ ۝
 بدعت ضلالت کہنا گویا کہ یہ بچانا ہے بعض بدعات مستحسنہ کو جن سے دین اسلام کو تقویت پہنچتی ہے جن کا بیان اول باب میں اقسام بدعت میں گزر چکا ہے۔
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمادیا کہ بدعت ضلالہ وہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو۔
 وہ بدعتی کون ہے جس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے جس کا

۱۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰ ۵۲۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۳۶۔

۵۳۔ لمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۳۳۔

کوئی عمل قبول نہیں جو دائرہ اسلام سے خارج ہے جس کی تعظیم و توقیر دین اسلام کو گرانے کے مترادف ہے جس کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی جو آپ کو شر سے محروم ہوگا۔ یہ وہ بدعتی ہے جس کا کوئی ایک بھی عقیدہ اہل سنت کے خلاف ہو۔

حافظ الشان ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الْمُبْتَدِعُ مَنْ اَعْتَقَدَ شَيْئًا مِمَّا
يُخَالِفُ اَهْلَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ
(بڑا بدعتی وہ ہے جس نے کوئی ایسا عقیدہ رکھا جو اہل سنت و جماعت کے عقائد کے خلاف ہو۔)

ثابت ہوا صنفی دائرہ اسلام سے خارج و محض کوثر کے پانی سے محروم وہی لوگ ہیں جن کے عقائد مذہب حق اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں۔

گجراتی و ہابی نے اپنی کتاب ”شجرہ بدعات“ کے دو صفحے ۱۲، ۱۵ بدعت حسنہ کی فہرست میں سیاہ کیے ہیں جن پر نہ کوئی حدیث اور نہ محدثین کا کوئی ایسا قول نقل کیا ہے جس سے ثابت ہو کہ کوئی بدعت حسنہ نہیں ہوتی۔ صرف امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی سرہندی رضی اللہ عنہ کی مکتوب کا سہارا لیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بدعت حسنہ سے انکار کیوں کیا کی نفی بحث

میں کہتا ہوں کہ سرکار سرہندی رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ کوئی بدعت حسنہ نہیں ہوتی۔ یہ تو آپ کا اپنا خیال ہے جو اہل شرعیہ سے منبر بہن نہیں۔ اور ہم نے بعض نئے کاموں کا حسن ہونا دلیل شرعی سے ثابت کیا ہے۔

حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا بدعت حسنہ سے انکار ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے تشہد میں انگلی اٹھانے کا کیا ہے۔ حالانکہ رفع سبائے کے متعلق صریح احادیث موجود ہیں اور

موجود بھی صحاح ستہ میں ہیں۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مسئلہ رفع سبابہ صحاح ستہ میں موجود ہے تو امام ربانی حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے انکار کا کیا سبب ہے۔ اس کے جواب میں۔

جناب مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علماء نے اثبات رفع سبابہ میں بہت سے رسائل لکھے ہیں۔ جو کہ احادیث صحیحہ اور روایات فقیہ حنفیہ پر مشتمل ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے چھوٹے صاحب زادے شاہ بیگی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اثبات رفع سبابہ پر ایک رسالہ لکھا ہے اور نفی رفع سبابہ میں تو ایک بھی حدیث موجود نہیں۔ حضور مجدد رضی اللہ عنہ کا ترک رفع سبابہ بنا براجمہاد ہے۔ اور سنت غیر منسوخ کے مقابلہ اجتهاد و مجتہد حجت نہیں بلکہ

لہذا سیدنا و مولانا و مرشدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا بدعت حسنہ کا انکار کرنے کی بہت سی توجیہات ہو سکتی ہیں جن میں سے قوی تر اور مثال مجددیت کے مناسب توجیہ یہ ہے کہ آپ کا بدعت حسنہ کی مطلق نفی فرمانا سد الباب کے قبیل سے ہے تاکہ عوام بدعت حسنہ کا سہارا لے کر بدعت ضلالہ میں نہ پھنس جائیں۔ لہذا سرے سے بدعت کا دروازہ ہی بند کر دیا جائے اور یہ بھی آپ کا اجتهاد ہی ہے جو نقص صریح کے مقابل حجت نہیں۔

چیلنج

اگر کوئی وہابی بدعت حسنہ کی نفی میں ایک صحیح حدیث دکھا دے۔ اس کو ایک حدیث شریف کے بدلے یک مدد پر یہ نقد انعام دیا جائے گا۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب

لے :- کلمات طیبات فارسی صفحہ ۲۹ ۔

اعتراف | گجراتی وہابی اہانت کے متعلق لکھتا ہے کہ ان سنیوں کا اصول ہے رسی اور من گھڑت طریقہ عبادت جاری کرو اور تاویل یہ کرو ایک بدعت حسنہ بھی ہے اور اس میں عمل کر کے اسلام کا حقیقی روحانی نور حاصل ہوتا ہے۔^{۱۷}

گجراتی وہابی نے بدعت حسنہ کی تردید میں مذکورہ بالا عنوان کے تحت دو روایتیں نقل کی ہیں
اقول :- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :-

ایک شخص نے عید کے دن نماز عید سے قبل نماز نفل پڑھنی چاہی۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے منع کیا۔ اس نے کہا اے امیر المؤمنین میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نماز پر سزا نہ دے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بالیقین جانتا ہوں کسی فعل پر ثواب نہ دے گا جب تک اس فعل کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو یا اس کی ترغیب نہ دی ہو۔ پس تیری یہ نماز فعل عبث ہو گی اور فعل عبث حرام ہے اور شائد کہ تجھے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی مخالفت کی وجہ سے سزا دے۔

دوم :- ایک شخص عصر کی نماز کے بعد اکثر دو رکعتیں پڑھا کرتا تھا۔ اس نے سعید بن مسیب سے دریافت کیا۔ اے ابو محمد کیا مجھے اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے کی وجہ سے سزا دے گا حضرت سعید بن مسیب نے فرمایا کہ نہیں لیکن تجھے اللہ تعالیٰ سنت کی مخالفت کی وجہ سے ضرور سزا دے گا۔^{۱۸} یہ دونوں واقعات نقل کر کے وہابی لکھتا ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نماز جیسی اہم اور پسندیدہ عبادت پر بھی محض اس لیے سزا دے گا کہ اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثنابت نہیں اور آپ نے اس کی ترغیب بھی نہیں دی۔^{۱۹}

وہابی کبھی عقلمند اور باشعور نہیں ہو سکتا

۱۷ :- شجرہ بدعات صفحہ ۱۸ - ۱۷ :- شجرہ بدعات صفحہ ۱۸

۱۸ :- شجرہ بدعات صفحہ ۱۸ -

اس بے شعور نے جو دو روایتیں نقل کی ہیں، ان دونوں روایتوں میں جس جس نماز کا ذکر ہے وہ نماز بیشک بدعت ضلالت ہے کیونکہ دونوں نمازوں کی عمالعت پر صریح نص موجود ہے۔

نماز عید سے قبل اور بعد نماز پڑھنے کی ممانعت

محدث دارمی نے سنن دارمی شریف میں ”لَا صَلَوةَ قَبْلَ الْعِيدِ وَلَا بَعْدَهَا“ کے عنوان سے ایک مستقل باب باندھا ہے کہ نماز عید سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں ہے۔

نمازِ عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک کوئی نماز نہیں

قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
عَنْهُمَا -

اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے سے منع فرماتے سنا ہے۔

جب مذکورہ بالا دونوں نمازوں سے ممانعت ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا منع فرمانا بدعت ضلالہ سے ممانعت ہے لہذا یہ دونوں روایتیں گجراتی و ثانی کو مفید نہیں۔

وہ آموزہ جو قرآن و سنت کے ماتحت ہوں۔ ان کے ایجاد کرنے کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رغبت دلائی ہے۔

مشکوٰۃ شریف کے محشی نے حاشیہ مشکوٰۃ ۷ صفحہ ۲۷ پر مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے حدیث نقل کی ہے۔

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ
سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا
وَ أَجْرُ مَنْ عَمِلَ
بِهَا (الحديث)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے
اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا۔ اسے
جاری کرنے کا بھی اجر ملے گا۔ اور اس پر عمل
کرنیوالوں کے برابر بھی اجر ملے گا۔

گجراتی و دہلوی کا دجل و فریب

اعتراف | گجراتی و دہلوی دوسرا الزام لگاتا ہے کہ سنیتوں کے نزدیک فقہ کے قانونی فیصلوں کی بجائے اولیاء اللہ کے قول و عمل کو سند پکڑنا جائز ہے۔ بلکہ اولیاء اللہ کی بھی قید نہیں جو کام پہلے سے ہو رہا ہے۔ وہ سند ہے۔ اس بات کی پرواہ نہیں کہ وہ قرون خیر میں بھی تھا یا نہیں۔

جواب :- میں کہتا ہوں کہ اسے بے شعور انسان تو نے بدعت حسنہ کی نفی میں کوئی قرآن یا سنت یا خیر القرون سے سند پیش کی ہے۔ بلکہ اپنے انکار کی بنیاد بجائے فقہاء کرام کے اقوال کے صرف حضور مجتہد رضی اللہ عنہ کے اقوال پر ہی رکھی ہے اگر یہ دہلوی فقہاء کرام سے بدعت حسنہ کا انکار ثابت کر دے تو جو چاہے انعام لے۔

فقیر ابراہیم حلبی نماز کی نیت زبان سے کر نیچے متعلق لکھتے ہیں۔

نَقَلَ ابْنُ الْكُتَّابِ عَنْ لَيْثِ بْنِ الْحَقَّافِ
أَنَّهُ قَالَ لَمْ يَنْبَغِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَرِيقٍ صَحِيحٍ

امام ابن الہمام نے بعض حفاظ سے نقل کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق
صحیح نہ ہی بطریق ضعیف ثابت ہے کہ

وَلَا ضَعِيفٌ إِنَّهُ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْفَتْحِ
أُصَلِّ كَذَا وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنَ الْمُتَعَابَةِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَالتَّابِعِينَ رِضْوَانُ
اللَّهِ عَلَيْهِمْ بَلِ الْمُنْفُورُ أَنَّهُ قَالَ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَ
هَذِهِ بِدْعَةٌ لَيْكِنَّ عَذَمَ النُّقْلِ
وَكُونَهُ بِدْعَةٌ لَوَيْنَا قَوْمٌ
كَوْنَهُ حَسَنًا۔ ۱۰

فقیرہ ابراہیم حلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ ہی فرمادیا کہ ہر بدعت بُری نہیں بلکہ بعض حسن بھی
ہوتی ہیں۔ کیا اب بھی کوئی وہابی کے گاکر فقہا بدعت حسنہ کے قائل نہیں۔

www.Ishaat-ul-Uloom.net

گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۹

اعتراف | گجراتی وہابی لکھتے ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک۔

بزرگوں کے نام کی نذر و نیاز دینا۔ چڑھاوے چڑھانا سب جائز ہیں۔ اس سے
مُصِیبتیں دور ہوتی ہیں اور اولیاء اللہ کی نذرین نہ دینے سے مصیبتیں آتی ہیں۔ ۱۰

جواب :- اس مذکورہ بالا عنوان کے تحت وہابی نے فقہاء کی عبارتیں نقل کرنے میں پوری
پوری یہودیت کا ثبوت دیا۔ دراصل فقہاء نے نذر کی دو قسمیں کی ہیں، ایک نذر حرام ہے اور
ایک نذر جائز ہے۔ اس یہودی صفت وہابی نے نذر حرام والی عبارات تو نقل کر دیں۔ اور جو
نذر جائز ہے۔ وہ عبارتیں چھوڑ دیں۔ ہم دونوں عبارتیں نقل کر کے فیصلہ فقہاء پر ہی
چھوڑتے ہیں۔

وہ نذر جو حرام و باطل ہے

النَّذْرُ الَّذِي يَنْذَرُهُ أَكْثَرُ الْعَوَامِ عَلَى مَا هُوَ مُشَاهِدٌ. كَانَ يَتَكَوَّنُ
الْإِنْسَانُ عَائِيًا أَوْ مَرِيضًا أَوْ لَدَى حَاجَةٍ قِيَّاسِيٍّ بَعْضُ الصَّالِحِينَ فَيَجْعَلُ سِتْرَهُ عَلَى رَأْسِهِ
فَيَقُولُ يَا سَيِّدِي فَلَنْ أَنْزِلَ غَائِبِي أَوْ عَوْفِي مَرِيضِي أَوْ قُضِيَتْ حَاجَتِي
فَلَكَ مِنَ الذَّهَبِ كَذَا. أَوْ مِنَ الْفُضَّةِ كَذَا. أَوْ مِنَ الطَّعَامِ كَذَا. أَوْ مِنَ الْمَاءِ
كَذَا. أَوْ مِنَ الشَّمْعِ كَذَا. أَوْ مِنَ الثَّيِّبِ كَذَا. فَمِنْ هَذِهِ النَّذَرُ بِاطِلٍ بِإِلْجَاعٍ
ترجمہ :- وہ نذر جو اکثر عوام مانتے ہیں جیسے کہ دیکھا جاتا ہے وہ کسی غائب انسان یا مریض
یا حاجت کے لیے ہوتی ہے۔ حاجت مند کسی بزرگ کے (مزار پر آتا ہے اور اس کے غلاف
کو سر پر ڈال کر کہتا ہے۔ اے فلاں اگر میرا گم شدہ واپس آجائے یا میرے مریض کو مرض سے عافیت
مل جائے یا میری فلاں حاجت پوری ہو جائے تو میرے واسطے اتنا سونا یا چاندی یا کھانا۔ یا
پانی یا چراغ یا تیل میرے ذمہ ہے پس یہ نذر بلا جوارح باطل ہے۔

وہ نذر جو جائز ہے | اَللّٰهُمَّ اِذَا نَقَلَ يَا اللّٰهُ اِحْتِ نَذَرْتُ لَكَ اِنْ شَفِيتَ

مَرِيضِيْ اَوْ زِدْ دَتَّ غَائِبِيْ اَوْ قُضِيَتْ حَاجَتِيْ اَنْ
اُطْعِمَ الْفَقْرَ اَوْ اَلَّذِيْنَ بِيَابِ السَّيِّدَةِ فَيُسْتَعَاذُ الْفَقْرَاءُ الَّذِيْنَ بِيَابِ الْاِمَامِ الشَّافِعِيِّ
اَوْ الْاِمَامِ اللَّيْثِ اَوْ اَشْتَرَعَتْ حَمِيْنًا لِّسَاجِدِهِمْ اَوْ زَيْتًا يُّوقُودُهَا اَوْ ذَرَاهِمَ يَمْنَنُ
بِقُوْمٍ شَعَابِرُهَا اِلَى غَيْرِ ذَلِكَ وَمَا يَكُوْنُ فِيْهِ نَفْعٌ الْفُقَرَاءِ النَّذَرُ لِلّٰهِ.....
فَيَحُوْزُ بِمَحْذُوْرٍ اِلَّا عِتْيَارًا -

ترجمہ :- اگر نذر ماننے والا یہ کہے کہ اے اللہ اگر تو مجھے شفا بخشے یا میرا گم شدہ واپس بھیج دے
یا میری حاجت پوری کر دے تو میں سیدہ نفیہ رضی اللہ عنہا کے آستانے کے فقرا کو کھانا کھلاؤں

۱۔ بحوالہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۸۔ بعینہ رد المحتار (فتاویٰ شامی) جلد ۲ صفحہ ۱۳۱ سطر ۳۲۔

۲۔ بحوالہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۸۔ رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ بعینہ۔

گایا ان فقراء کو جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یا امام لیث رحمۃ اللہ علیہ کے آستانوں پر ہیں یا ان کی مساجد کے لیے مسئلے یا ان کے جلانے کے لیے تیل یا وہاں کے خدام کو کچھ نقدی دوں گا۔ یا اسی طرح کی دیگر اشیاء جن میں فقراء کو فائدہ ہو اور نذر اللہ کے لیے ہو پس یہ نذر جائز ہے یہی نذر ہے جو حقیقتاً اولیاء اللہ کے لیے مانی جاتی ہے کیونکہ نذر ماننے والوں کا یہ ہی عقیدہ ہوتا ہے کہ میں اپنی نذر کی اشیاء کو فلاں ولی اللہ کے تعلقات پر صرف کروں گا۔ تعلقات میں ولی اللہ کا مزار اور خدام اور زائرین مہمان بھی داخل ہیں۔

علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نَذْرُ الذَّيْتِ وَالشَّمْعِ لِلْأَوْلِيَاءِ يُوقَدُ عِنْدَ قُبُورِهِمْ تَعْظِيمًا لَهُمْ وَحُبَّةً فِيهِمْ فَهُوَ جَائِزٌ۔
ترجمہ :- اولیاء کی محبت اور تعظیم میں ان کی قبور کے پاس شمع روشن کرنے یا تیل کی منت ماننا جائز ہے۔
یہ ہی بزرگ فرماتے ہیں۔

كَذَاكَ نَذْرُ الدَّاهِمِ وَالْذَّائِبِ الْأَوْلِيَاءِ بِأَن تَصْرَفَ عَلَى فَقَرَاءِهِمْ الْمُجَاوِرِينَ عِنْدَ قُبُورِهِمْ أَمْرٌ جَائِزٌ۔
ترجمہ :- اسی طرح اولیاء کے مزارات کے مجاوروں پر صرف کرنے کے لیے درہم اور دینار کی نذر ماننا جائز ہے۔

اور نگاہ سب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے استاد علامہ احمد حیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

أَنَّ الْبَقْرَةَ الْمُنْدُودَةَ لِلْأَوْلِيَاءِ
كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِيهِ
اولیاء کے لیے نذر مانی ہوئی گائے حیا
کہ ہمارے زمانہ میں رواج ہے حلال اور

زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ ۛ طیب ہے ۔
مسئلہ نذر میں فقہاء کرام کا فیصلہ ملاحظہ ہو اور ان دہائیوں کی بک بک پر ہزار بار تفسیر کر دو

گجراتی دہائی کا دجل اور فریب

گجراتی دہائی کھتا ہے کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے ۔
اولیاء اللہ جس طرح چاہیں دنیا میں تصرف کرتے ہیں جو چاہیں دیں نہ دیں ساری
خدائی اُن کے قبضے میں ہے جسے چاہیں دیں ۔ ۛ
اس عنوان کے نیچے دہائی لکھتا ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یوں نصیحت فرمائی ۔
إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتْ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ ۔

جب بھی تجھے مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ اور جب بھی تود مدد مانگے تو اللہ ہی سے مانگ اور
اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے اگر سب لوگ تجھے نفع پہنچانے کے لیے جمع ہو جائیں تو ہرگز ذلت
برابر بھی نفع نہیں پہنچا سکتے مگر وہی چیز جو اللہ تعالیٰ تیرے لیے مقرر فرما چکے ہیں ۛ

جواب :- میں کہتا ہوں کہ گجراتی دہائی کی نقل کردہ عبارت سے انبیاء اللہ اور اولیاء کرام کے
تصرف کی نفی نہیں ہوتی بلکہ تصرف باذن اللہ کا ثبوت ہے ۔ کیونکہ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں
إِنَّ الْأُمَمَةَ كَوَاجِمَتٍ عَلَى أَنْ يَتَفَعَّلُوا لِبَشَى لَمْ يَتَفَعَّلُوا إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ
اللَّهُ لَكَ ۛ

ترجمہ :- بیشک اگر تمام مخلوق جمع ہو کر تجھے کچھ نفع پہنچانا چاہیں تو نہ پہنچا سکیں گے مگر اتنا ہی
جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے مقرر فرما دیا ہے ۔

لہذا بے غیر اذن اللہ تصرف کی نفی ہے نہ کہ باذن اللہ کی ۔

ۛ :- شجرہ بدعات م ۲۵ ۔

ۛ :- تفسیرات احمدیہ ص ۳۹ ۔

ۛ :- مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۵۳

ۛ :- شجرہ بدعات م ۲۵ ۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث پاک صرف فَتَوَكَّلْ عَلَی اللہ کی تفسیر ہے یعنی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ سرے سے مخلوق خدا کے آگے سوال کرنا اور مخلوق خدا سے استعانت حرام ہے۔

مخلوق سے سوال کرنے کی اجازت ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَمَنْ أَسْأَلَهُمْ حَقَّ السَّائِلِ وَالْمُعَوِّذِ۔

ترجمہ :- مالداروں کے مالوں میں سوالیوں اور محروموں کا حق ہے۔

اور فرماتا ہے۔ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا

ترجمہ :- (صابر قسم کے فقراء) سرسری طور پر تو سوال کر لیتے ہیں، مگر مُسْتَوِلِ عِنْدُكَ کے گلے نہیں چمٹتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکید ہے۔ أَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَهُ

ترجمہ :- اے محبوب کسی سائل کو بھی محروم نہ رکھیں۔

اب ایک حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُ

يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَإِنْ كُنْتَ لَا يَدْفَأُ سَائِلَ الْغَائِبِينَ

ترجمہ :- حضرت ابن عباسی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کیا۔

اے اللہ کے رسول مجھے مانگ لینے کی اجازت ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ۔ اور

اگر کوئی چارہ نہ ہو۔ تو مانگین سے سوال کر لیا کرو۔

کیا اب بھی کوئی دبا بی کہے گا کہ مخلوق سے سوال حرام ہے۔ اے مسلمانو! دیکھ لو ہم بچا رہے

کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء کے دروازوں پر جانے کی اجازت مرحمت فرمادی ہے۔

۱۔ پارہ ۲۶ سورۃ الذاریت آیت ۱۸۔ ۲۔ پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۶۲۔

۳۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۳۔

۴۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۳۔

مسئلہ استعانت لغیر اللہ تعالیٰ اور شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا غیر وہ ہے جسے بارگاہِ خداوندی سے نسبت نہ ہو، عبارت آپ کی یہ ہے۔

نسبت بدرگاہ اور ندارد اما دوستان دے و مقربان دے داخل غیر نیستند و توجہ بالیشان بایں حیثیت عین توجہ حضرت اوست۔ ۱

ترجمہ :- غیر اللہ وہ ہے جسے بارگاہِ الہی سے نسبت نہ ہو، لیکن اللہ کے دوست اور اس کے مقرب غیر خدا کی صفت میں داخل نہیں، اس لیے اُن کی طرف توجہ کرنا عین اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا ہے۔

مسئلہ استعانت لغیر اللہ تعالیٰ اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں۔

مطلق استعانت غیر سے حرام نہیں بلکہ اس طرح حرام ہے کہ استعانت چاہنے والا اُسی شخص پر بھروسہ کرے اور یہ نہ سمجھے کہ حاجت روا خدا تعالیٰ ہے اور یہ شخص سبب ظاہری ہے اور اگر ایسا اعتقاد کر کے استعانت ساتھ غیر کے کرے اور اس غیر کو مظہرِ عون الہی کا سمجھے سو ایسی استعانت شرع میں جائز اور روا ہے انبیاء اور اولیاء نے بھی اس طرح کی استعانت غیر کے ساتھ کی ہے۔ ۲

معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء سے استعانت غیر خدا سے استعانت نہیں۔ گجراتی دہابی نے بزمِ خورشید اپنے مقصد کو مفید سمجھ کر علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ہے۔

ساری مخلوق خواص و عوام سارے نبی سب اولیاء اور ساری امت اگر سب مل کر بھی

تجھے دین یا دنیا کا مقصود اس فائدہ پہنچانا چاہیں تو اس کی وہ سب طاقت نہیں رکھتے۔
 میں کہتا ہوں کہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول دیہاتی کو نافع نہیں۔ کیونکہ اس عبارت میں
 اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نفع پہنچانے کی نفی ہے باقی رہا باذن اللہ نفع پہنچانا۔ یہی علی قاری
 رحمۃ اللہ علیہ نیز بہتہ الخاطر میں قطب کی تعریف میں لکھتے ہیں۔
قطب وقت کی تعریف اسائنات کے والی بنانے اور معنوں کرنے کا اختیار
 رکھتا ہو۔

یعنی قطب کے اوصاف میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ دنیا کی سلطنتوں کے رد و بدل کرنے
 کا باذن اللہ مختار ہو۔

گجراتی دیہاتی کا دجل و فریب

اعتراف گجراتی دیہاتی لکھتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا ہے۔
 درحقیقت خدا کے سوا نہ کوئی کچھ کرنے والا ہے نہ حرکت و سکون دینے والا ہے۔
 نہ اس کے سوا کسی کے ہاتھ میں کچھ اچھائی ہے نہ برائی۔ نفع و نقصان بخشش و محرومی کشائش و
 بندش، موت و زندگی عزت و ذلت، دولت و مندی اور غربت اس کے سوا کسی کے قبضہ
 میں نہیں۔
 جواب :- میں کہتا ہوں جس شخص میں کچھ بھی دیانت ہو وہ کبھی دیہاتی نہیں ہو سکتا۔ مذکورہ بالا عبارت
 فتوح الغیب مقالہ ۱۸ کی ہے۔ اسی کتاب فتوح الغیب کے مقالہ ۱۶ میں غوث اعظم رضی اللہ
 عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ دَا تَقْوَا اللَّهَ
 وَيُعَايِمُكُمْ اللَّهُ ثُمَّ يَرْزُقْ عَلَيْكَ
 اللَّهُ تَعَالَى سَ دُرُو تَم كُو اللَّهُ تَعَالَى
 سَكَمَلَّيْ كَا بَعْر زَمَانِ تِيرِي سَا مَنِي سَوَا

۱۔ : مرقات عربی جلد ۵ صفحہ ۹۱ بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۔ : نزہۃ الخاطر ترجمہ صفحہ ۹۴۔
 ۳۔ : فتوح الغیب و نزہۃ الخاطر بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۵۔

اَتَكُونُ فُتُكُونُ بِالَّذِي الصَّرِيحِ
اور بھڑا ہر تجھ کو عمل کی اجازت ہوگی جس
اللّٰهُ لَا عُنْيَا عَلَيْهِ -
پر شبہ کا غبار نہیں ہوگا۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس مذکورہ قول کی شرح میں فرماتے ہیں۔

تقویٰ کنید خدا تعالیٰ را و نگاہ داشت امر و نہی او و میدانند خدا تعالیٰ احکام را کہ متضمن مصالح
شما است در دنیا و آخرت۔ بعد ازاں رو کرده میشود بر تو دپردہ میشود، تو بہت کردن و پیدا
گردانیدن کائنات و تصرف دادہ میشود ترا در دو عالم۔ لے

ترجمہ :- (اے سالک) اللہ تعالیٰ سے ڈر اور اس کے امر و نہی کا خوب خیال رکھ، اللہ تعالیٰ
تجھے ایسی باتوں کی تعلیم دیگا جن میں تیرا دنیا و آخرت کا نفع ہو۔ پھر کائنات کو زندہ اور پیدا کرنے
کی قدرت تجھے دیگا۔ اور جہان میں تصرف کا اختیار بھی دے گا۔
اسکے چند سطر بعد غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِيْ بَعْضِ كُتُبِهِ يَا اِبْنِ اٰدَمَ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا اَقْلَبُ
لِشَيْءٍ كُنَّ فَيَكُونُ اَطْعَمَنِيْ اَجْعَلْكَ تَقُولُ لَشَيْءٍ كُنَّ فَيَكُونُ۔ لے

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے بعض آسمانی کتب میں فرمایا۔ اے ابن آدم میں اللہ ہوں میرے سوا
کوئی معبود نہیں میں کسی شے کو جب کہتا ہوں۔ ہو جاپس وہ ہو جاتی ہے، تو میری اطاعت کر میں تجھے
یہ صفت عطا کروں گا کہ تو کسی چیز کو کہے ہو جاپس وہ ہو جائے گی۔

اے ایمان والو! سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات عالیہ سے ثابت ہوا کہ
اولیاء کا ملین کو جہان میں پورا پورا تصرف عطا ہوتا ہے بلکہ لفظ کُن کہہ کر کسی چیز کو عدم سے وجود
میں بھی لاسکتے ہیں۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۱۲

اعترض | گجراتی وہابی لکھتا ہے کہ ان اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کل علم غیب کے مالک ہیں غیب ذاتی ان کے اختیار میں ہے جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنے بعض خاص بندوں کو بعض غیب پر با اختیار خود مطلع کر دیں، یا خبر دے دیں۔ تو اس اطلاع علی الغیب، اخبار بالغیب یا اظہار علی الغیب کو علم غیب نہیں کہہ سکتے کیونکہ علم کا لفظ جب غیر کی طرف مضاف ہو تو قرآن مجید میں بحز ذاتی کے کہیں نہیں آتا۔ علم غیب کی کوئی قسم عطائی نہیں۔ یہ ہوتا ہی ذاتی ہے۔

جواب :- میں کہتا ہوں کہ یہ گجراتی وہابی تو اہل قسم کا انسان ہے

دلیل اول گجراتی وہابی کا اہلسنت پر صریح بہتان

پہلے تو اہل سنت بریلویوں پر یہ بھوٹ باندھا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء کل علم غیب کے مالک ہیں یعنی کل علم غیب ہر ایک نبی اللہ کے قبضہ میں ہے حالانکہ اہل سنت میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں رہا ہی کوئی وہابی اس بات کو اکابرین اہل سنت سے ثابت کر سکتا ہے۔ آگے چل کر اس وہابی نے خود ہی اس الزام کی تردید کر دی کہ ان کا عقیدہ ہے کہ غیب ذاتی انبیاء کے اختیار میں ہے جب چاہیں غیب کی بات دریافت کر لیں اب اس جاہل سے پوچھتے ہیں کہ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہو کہ کل انبیاء اللہ علم غیب کے مالک ہیں یعنی ان کا علم غیب پر قبضہ ہے پھر ان لوگوں کا یہ عقیدہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انبیاء جب چاہیں غیب دریافت کر سکتے ہیں کیونکہ جو چیز قبضہ میں ہو اس کا دریافت چہ معنی وارو۔

دلیل دوم غیب اور علم غیب کی نفیس بحث

گجراتی وہابی کا یہ کہنا کہ اطلاع علی الغیب، اخبار بالغیب یا اظہار علی الغیب کو علم غیب نہیں کہہ سکتے، اس نادان وہابی کو اتنا بھی شعور نہیں کہ غیب اور علم غیب میں کیا فرق ہے۔ پورے قرآن میں ایک

بھی آیت ایسی نہیں جو یہ کہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ عالم علم الغیب ہے اور نہ ہی یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔
اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے لیکن عالم علم الغیب نہیں۔ خود فرماتا ہے۔

۱۔ قُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ ۖ فَرَاوِیْجَیْے بیشک غیب اللہ کے لیے ہے۔ یہ نہیں فرمایا گیا کہ کہہ
علم غیب اللہ ہی کے لیے ہے۔ غیب اور علم غیب کا فرق ملحوظ رکھیں۔

۲۔ لِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمُ السُّمُوتِ ۚ غیب اللہ ہی کے لیے ہے یہاں بھی یہ
نہیں فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کے غیب کا علم اللہ ہی کو ہے۔

۳۔ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ بیشک اللہ جانتا ہے والا ہے آسمانوں اور زمین
کے غیب کا۔ یہاں بھی یہ نہیں فرمایا۔ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ کہ بیشک
اللہ عالم ہے آسمانوں اور زمین کے غیب کے علم کا۔

۴۔ إِنَّ اللَّهَ لَعَلَّمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ بیشک اللہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے
غیب کو۔ یہاں تعلیم غیب ہے نہ کہ تعلیم علم غیب۔

ایسی ہی اور بہت سی آیات ہیں جو اس بات کا واضح ثبوت ہیں۔

عَالَمُ الْغَيْبِ اور عالم علم الغیب کی لا جواب تحقیق

کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے لیکن عالم علم الغیب نہیں۔ کیونکہ مُعَلِّمُ اور مُتَعَلِّمُ کی درمیانی نسبت
کو تعلیم کہتے ہیں، اس لیے عالم الغیب ہونا ذات باری تعالیٰ کا خاصہ ہے کیونکہ نہ اس کا کوئی مُعَلِّمُ
ہے اور نہ اللہ تعالیٰ مُتَعَلِّمُ ہے۔

عالم علم الغیب ہونا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو تعلیم دینے والا
ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تعلیم پانے والے ہیں تعلیم دینے والے اور تعلیم پانے والوں
کی درمیانی نسبت تعلیم ہے لہذا عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے اور عالم علم الغیب انبیاء

۱۵ سورہ یونس آیت ۲۱ پارہ ۱۱۔ ۱۶ سورہ ہود آیت ۱۲۳ پارہ ۱۱۔

۱۷ سورہ فاطر آیت ۲۸ پارہ ۱۲۔ ۱۸ سورہ الحجرات آیت ۲۸ پارہ ۱۲۔

علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

اے ایمان والو! خوب یاد رکھو قرآن مجید میں عالم الغیب کی نفی تو تمام مخلوق سے کی گئی ہے لیکن عالم علم الغیب کی نفی سے انبیاء علیہم السلام مستثنیٰ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا بیان

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۖ اللَّهُ يَأْتِيكَ بِكُلِّ خَبْرٍ ۚ اب اس آیت مبارکہ کی تفسیر ملاحظہ ہو۔

۱۔ تفسیر مدارک جلد ۱ صفحہ ۳۵۷ طبع جدید لاہور۔

مِنْ أُمُورِ الدِّينِ وَالشَّيْءِ الَّذِي فِي بَاطِنِ الْأُمُورِ وَصَمَائِرِ الْقُلُوبِ
اللہ نے تعلیم دی تمہیں دینی معاملات کی یا غیبی معاملات اور دلوں کے رازوں کی۔

۲۔ تفسیر السراج المنیر جلد ۱ صفحہ ۲۳۲

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، غَيْبًا وَشَهَادَةً مِنْ أحوَالِ الدِّينِ وَالْدُنْيَا
دین اور دنیا کے نہاں اور عیاں کا علم عطا فرمایا۔

۳۔ تفسیر ابن جریر ج ۵ صفحہ ۲۷۵

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خَبَرِ الْأَقْلِيَّةِ وَالْأَخْيَرِيَّةِ وَمَا كَانَ وَمَا
هُوَ كَائِنٌ۔

تعلیم دیں آپ کو پہلوں اور پھلوں کی خبریں اور جو ہو چکا اور جو ہو گا۔

۴۔ تفسیر کشاف جلد ۱ صفحہ ۵۶۳

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خَفِيَّاتِ الْأُمُورِ وَصَمَائِرِ الْقُلُوبِ
تعلیم دی آپ کو غیبی معاملات کی اور دلوں کے رازوں کی

۵۔ سورۃ النبا آیت ۱۱۳ پارہ ۵۔

۵۔ تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۲۲۰

(عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) عَنْ قَدَاحَةَ قَالَ عَلَّمَهُ اللَّهُ بَيَانَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ .
حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا اور آخرت کا علم عطا کیا ۔

۶۔ تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۵۹۶

(عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) قِيلَ عَلَّمَكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ .
کہا گیا ہے کہ تعلیم دی آپ کو علم غیب کی ۔

۷۔ تفسیر جلالین شریف صفحہ ۸

تعلیم دی آپ کو احکام اور غیب کی ۔

۸۔ حاشیہ صاوی علی الجلالین جلد ۱ صفحہ ۲۱۳

(وَالْغَيْبُ) أَيُّ عِلْمِ الْغَيْبِ وَهُوَ مَا غَابَ عَنَّا .

آپ کو علم غیب کی تعلیم دی اور غیب وہ ہے جو ہم سے چھپا ہے ۔

نوٹ :- یہاں سے گزرتی دہائی کے اس قول کا بھی رد ہو گیا ۔ جو کہتا ہے کہ جو بات نبیادی جائے وہ غیب نہیں کہلاتی ۔ علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف فیصلہ کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن مہیبتات پر اطلاع دے دی گئی ہے ۔ اگرچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو غیب نہ رہی لیکن امت کے حق میں تو پھر بھی وہ غیب ہی ہے ۔

علم غیب کے متعلق سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں ۔

(قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا) كَانَ وَجْهُهُ يَخْضِبُ عِلْمُ الْغَيْبِ قَدْ عَلِمَ ذَلِكَ

حضرت خضر علم غیب جاننے والا انسان تھا ۔ اس لیے اس نے یہ جان لیا کہ موسیٰ علیہ السلام

میرے ساتھ صبر سے نہ رہ سکیں گے ۔

قَالَ مُوسَىٰ بَلَىٰ (قَالَ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا) أَحَىٰ

إِنَّمَا تَصِفُ ظَاهِرًا تَرَىٰ مِنَ الْعَدْلِ وَلَمْ تُحِطْ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ بِمَا أَعْلَمُ ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ صبر کروں گا، خضر نے کہا ایسی باتوں پر کیسے صبر کر سکو گے۔ جن کا آپ کو علم نہیں یعنی آپ تو ظاہری عدل اور انصاف کے جاننے والے ہیں۔ لیکن جو علم غیب میں جانتا ہوں، اس کی آپ کو خبر نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو خضر علیہ السلام کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ علم غیب جاننے والا انسان تھا، اور وہابیوں کو سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ کہتے ہوئے موت پڑتی ہے کہ آپ علم غیب جاننے والے ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث اگرچہ حدیث موقوف ہے لیکن یہ حکم مرفوع ہے کیونکہ زمانہ گذشتہ کی خبر ہے جس میں اپنے اجتہاد اور رائے کو کوئی دخل نہیں۔

علم غیب عطائی کا انکار قرآن پاک کے خلاف ہے

وہابیوں کا یہ کہنا کہ علم غیب کی کوئی قسم عطائی نہیں بالکل یہودہ بات اور قرآن کے خلاف ہے کیونکہ مخلوق خدا میں کوئی صفت ذاتی نہیں۔ اندھے بھی جانتے ہیں کہ مخلوق کا ہر فضل و کمال عطائے خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ أَنْكَوْشَةً) اے محبوب ہم نے آپ کو ہر چیز کثرت سے عطا فرمائی ہے

سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں۔

أَوْتِيْتُ مَعَارِجَ كُلِّ شَيْءٍ إِذَا انْخَمَسَ۔

ترجمہ :- مجھے سوائے پانچ چیزوں کے (جو ان اللہ عنہما کا علم السَّاعَةِ (الآئینہ) میں مذکور ہیں) باقی تمام اشیاء کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔

علامہ عزیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان | علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

إِنَّهُ أَعْلَمُهَا بَعْدَ هَذَا الْحَدِيثِ - بیشک اس فرمان کے بعد مذکورہ پانچ چیزوں کا علم بھی دے دیا گیا ہے۔

علامہ حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان | اسی طرح علامہ حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

(قَوْلُهُ إِذَا الْخَمْسُ) كَمْ أَعْلَمُ بِهَا بَعْدَ ذَلِكَ اس کے بعد ان پانچوں کا علم بھی دیا گیا ہے۔

مگر اتی دہابی نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علم غیب کی نفی پر مندرجہ ذیل آیات سے استدلال کیا ہے۔

آيَةُ مَا قُلْنَا لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ -

شاہ عبد القادر دہلوی بھی علم غیب عطائی کے قائل ہیں

شاہ عبد القادر محدث دہلوی اس آیت مذکورہ بالا کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں۔
کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتا جو کوئی کہ ہے آسمانوں اور زمین میں چھپی بات کو جو پچھلے میں ہے یعنی فرشتے اور جن اور آدمی ان سب سے کسی کو بے تعلیم الہی غیب کی خبر نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ہی کو ہے جو وہی خود بخود جانتا ہے غیب کی خبر اور خدا کے سوا کوئی خود بخود نہیں جانتا۔
معلوم ہوا کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک علم غیب کی دو ہی قسمیں ہیں۔ ذاتی اور عطائی اسی لیے مفسرین نے علم غیب کی نفی والی آیات سے نفی علم غیب ذاتی ہی مراد لی ہے۔
آيَةُ مَا قُلْنَا لَا يَعْلَمُ لِنَفْسِي لَفَعًا وَذُفْرًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ طَيُّ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سَتَكُنْتُ مِنَ الْخَبِيرِ

کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مالک نہیں ہوں میں خود بخود اپنی ذات کے نفع

۱۔ شرح جامع صغیر جلد ۲ صفحہ ۴۹۔ ۲۔ حاشیہ جامع صغیر صفحہ ۴۹۔

۳۔ سورۃ النحل آیت ۷۵ پارہ ۲۔ ۴۔ تفسیر موضح القرآن صفحہ ۴۰۲۔

۵۔ پ۱ الاعراف آیت ۱۸۸۔

یا ضرر کا۔ مگر جو چیز کہ چاہے خدا تعالیٰ کہ تعلیم کرے مجھ کو۔ اور اگر ہوتا میں کہ جانتا میں غیب کو تب تعلیم خدا کے۔ البتہ زیادہ کرتا میں مال اور نفع سے۔

ابھی شاہ عبدالقادر صاحب سورۃ لقمان کی آخری آیت میں علوم خمسہ کی مخلوق سے نفی کی گئی ہے اس کی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔

تحقیق بذات اللہ ہی کے نزدیک ہے قیامت کے وقت کا جاننا اور بھیجنا ہے مینہ جس وقت اور جس جگہ مقرر اور متعدد ہے اور بذات جانتا ہے جو کچھ ارحام میں ہے۔ بیٹا اور بیٹی۔ اور کوئی نفس بذات نہیں جانتا کہ کس جگہ مرے گا۔ اور کس وقت مرے گا۔ تحقیق اللہ جاننے والا ہے ان باتوں کا۔ خبردار اور واقف ہے غیب کا۔

یہ تفسیر کہ علم غیب کی مخلوق سے نفی والی آیات نفی ذاتی کی ہے نہ کہ عطائی کی، صرف شاہ عبدالقادر صاحب نے ہی نہیں کی بلکہ محدث ابن کثیر بھی لکھتے ہیں۔

محدث ابن کثیر بھی علم غیب عطائی کو مانتے ہیں۔

ہَذِهِ مَعَاتِيكَ الْغَيْبُ السَّيِّ
اِسْتَأْذَنَ اللّٰهُ رَبِّعِلْمَهَا
فَلَا يَعْلَمُهَا اَحَدٌ
اِلَّا بِعِزِّ اَعْلَاهُ تَعَالٰی

(علوم خمسہ) علم غیب کی کھینچا میں جبکہ علم اللہ تعالیٰ نے اپنے واسطہ خاص کیا ہے پس ان کو خود بخود کوئی نہیں جان سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے بتانے کے بعد جان سکتا ہے۔

محدث ابن کثیر نے بھی ثابت کر دیا کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں ذاتی اور عطائی۔ اگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علم عطائی کی نفی کر دی جائے تو علم ذاتی خواہ مخواہ ثابت ہوگا۔ کیونکہ انبیاء اللہ عالم تو ضرور ہیں لیکن کسی بھی فرد کو ذاتی علم ثابت کرنا صریح شرک و کفر ہے۔

ایمان والو! یاد رکھو۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دینا اور آخرت کا علم تو ضرور ہے جیسا کہ ہم تفاسیر سے ثابت کر گئے ہیں۔ اگر یہ علم عطائی نہیں تو ذاتی ثابت ہوگا۔ جو کہ صریح کفر ہے

۱۔ موضع القرآن صفحہ ۱۹۳ - ۲۔ موضع القرآن صفحہ ۴۳۳۔

۳۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۵۳۔

اگر ذاتی نہیں تو عطائی ثنابت ہوگا۔ جو عین ایمان ہے۔
 اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے ذاتی علم ماننا تو باتفاق اُمت کفر ہے لیکن وہابیہ کے نزدیک
 علم عطائی بھی کفر ہے۔

بقول وہابیہ قرآن پاک پر ایمان کفر ہے

عنایت اللہ گجراتی وہابی کا بیر بھائی ملاں نور محمد ساکن قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ لکھتا
 ہے۔ ”بیشک رسول اللہ صلع کو عالم الغیب عطائی ماننا بھی کفر ہے“ ۱۷
 غلام اللہ شیدوی مفسر تین اہل سنت پر بہتان باندھتا ہوا لکھتا ہے۔
 ”حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم الغیب نہ تھے نہ ذاتی طور پر نہ عطائی طور پر“ ۱۸
 ثنابت ہوا کہ وہابیہ کے نزدیک قرآن کریم پر ایمان رکھنا کفر ہے کیونکہ قرآن کریم انبیاء علیہم
 الصلوٰۃ والسلام کے عطائی علم غیب کا واضح طور پر اعلان فرما رہا ہے۔

علم غیب عطائی کے متعلق آیات قرآنیہ

آیت ۱ اَوْ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ تَرْسِلِهٖ
 مَنْ يَّشَاءُ ۚ سُبْحٰنَہٗ

اور نہیں ہے خدا ایسا کہ تم کو خبردار کرے غیب کی بات پر لیکن خدا تعالیٰ چن لیتا ہے اپنے
 پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے۔ (یعنی غیب پر خبردار کرنے کے لیے) ۱۹

آیت ۲ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهٖۤ اَحَدًاۚ اِلَّا مَنِ ارٰذَضٰی مِنْ دُوْلٍ (الانبیاء)

خدا تعالیٰ چھپی باتوں کا اور چھپے کاموں کا جاننے والا ہے پھر واقف اور ظاہر

۱۷ :- صاعقۃ الرحمن صفحہ ۱۳ ۔ ۱۸ :- تفسیر جوامع القرآن جلد ۱ صفحہ ۲۲ ۔

۱۹ :- سورہ آل عمران آیت ۱۷۱ بارہ ۱۷۲ :- موضع القرآن صفحہ ۲۷ ۔

۲۰ :- سورہ جن آیت ۲۶، ۲۷، ۲۸ بارہ ۲۹ ۔

نہیں کرتا، اور اپنے چھپے کاموں کے کسی ایک کو بھی، بھگڑے جسے پسند کرے اور جس پیغمبر سے راضی اور خوش ہو، تو اسے خبر دیتا ہے غیب کی بات

آیت ۳۲ سیدنا یعقوب علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَاِنَّهٗ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهٗ (۱۱۱) بوجہ ہمارے تعلیم دینے کے آپ صاحب علم تھے۔

آیت ۳۳ سیدنا یوسف علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّ وَاٰتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا (۱۱۲) جب آپ اپنی جوانی کو پہنچے ہم نے انہیں حکومت

اور علم عطا کیا قیدیوں کو خراب کی تعبیر دینے کے بعد سیدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔

آیت ۴۱ اِذْ اَلَيْكُم مَّا عَلَّمْنِي رَحْمَةً (۱۱۳) یہ وہ ہے جو مجھے میرے رب نے تعلیم فرمائی ہے۔

آیت ۷۱ حضرت داؤد علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

اِنَّهٗ اللّٰهُ الْمَلِكُ الْيَعْلَمُ وَعَلَّمَهُ (۱۱۴) ہم نے داؤد کو سلطنت اور حکمت عطا کی

مقتایشتاؤ (۱۱۵) اور علم عطا کیا جو چاہا۔

آیت ۷۲ حضرت خضر علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اَتَيْنَاهُ كَهْمَةً مِّنْ عِندِنَا (۱۱۶) وَ عَلَّمْنَاهُ مِمَّا نَدْنَاهُ عَلِمًا (۱۱۷)

ترجمہ :- ہم نے اسے اپنی طرف سے رحمت عطا کی اور اپنے غیبی خزانے سے علم عطا فرمایا۔

آیت ۸۱ حضرت لوط علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَكُوطًا اَتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا (۱۱۸)

ترجمہ :- لوط کو ہم نے دانائی اور علم عطا فرمایا۔

آیت ۸۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَكُوطًا اَتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا (۱۱۹)

۱۔ :- مومخ القرآن صفحہ ۶۰۱ . ۲۔ :- سورۃ یوسف آیت ۶۸ پارہ ۱۳۱ .

۳۔ :- سورۃ یوسف آیت ۲۲ پارہ ۱۳۱ . ۴۔ :- سورۃ یوسف آیت ۳۱ پارہ ۱۳۱ .

۵۔ :- سورۃ البقرہ آیت ۲۵۱ . پارہ ۲۰ . ۶۔ :- کہف آیت ۶۵ پارہ ۱۶ .

۷۔ :- سورۃ الانبیاء آیت ۵۴ . پارہ ۱۶ .

لَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ أَسْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۖ

ترجمہ :- جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور پورے زور پر آئے ہم نے اسے حکمت اور علم عطا کیا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زیادتی علم کی دعا کرنا

ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زیادتی علم کی دعا کرنے کو کہا گیا۔

وَبَدَّ وَجْهَ عَلَمًا ۖ

ترجمہ :- میرے پروردگار مجھے مزید علم عطا فرما۔

لہذا وہابیوں کا یہ کہنا کہ علم غیب کی کوئی قسم عطا فی نہیں سراسر جہالت ہے۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۱۳

اعترض | گجراتی وہابی لکھتا ہے۔

وَأَعْلَمَ الْخَفِيَّاتِ تَقْصِيرًا بِالشَّكْفِيرِ بِإِعْتِقَادِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ لِمَعَارَضَةِ قَوْلِهِ تَعَالَى قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ

ترجمہ :- حنفی فقہانے مراست کے ساتھ اس شخص کو کافر قرار دیا ہے جو یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم غیب رکھتے تھے کیونکہ یہ اعتقاد قرآن پاک سے ٹکرا رہا ہے ۱۴

جواب :- گجراتی وہابی نے شرح فقہ اکبر کی عبارت نقل کرنے میں یہودیت کا پورا پورا ثبوت

دیا ہے کہ ناقبل کی عبارت نقل نہیں کی جس سے ثابت ہوتا تھا کہ علم عطا فی ماننا کفر نہیں بلکہ

علم غیب ذاتی ماننا کفر ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔

مسامرہ کی اصل عبارت جو وہابی خائن نے نقل نہیں کی۔

۱۴ :- قصص آیت ۱۴ پ :- ۱۵ :- سورہ طہ آیت ۱۱۳ بارہ ۱۶ :-

۱۷ :- شرح فقہ اکبر بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۱۸ :- شجرہ بدعات صفحہ ۱۹ :-

فَلَا يَعْلَمُ الْغَيْبُ مِنْهَا شَيْئًا (الْأَمَّا يَعْلَمُهُ بِهِ أَحْيَانًا)۔
 نبی اللہ کو مغیبات کا علم نہیں ہوتا۔ مگر جو اللہ تعالیٰ اسے بتاتا ہے۔
 شرح فقہ اکبر علی قاری کی عبارت جو وہابی کی خیانت کی بھینٹ چڑھ گئی۔
 ثُمَّ اعْلَمَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَمْ يَعْلَمُوا الْغَيْبَاتِ مِنَ
 الْأَشْيَاءِ إِلَّا مَا عَلَّمَهُمُ اللَّهُ أَحْيَانًا ۖ
 تو چمک :- پھر تو جان لے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب اشیاء کو نہیں جانتے مگر جن کا
 اللہ تعالیٰ انہیں علم عطا فرمائے۔
 مسامرہ شریف اور شرح فقہ اکبر شریف کی عبارت سے پتہ چلا کہ اُمت محمدیہ علی صاحبہا
 الصلوٰۃ والسلام انبیاء علیہم السلام کے متعلق عطائیؒ علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ قرآن و
 سنت کے مطابق ہے عَالِمٌ مَّا كَانَ وَمَا يَكُونُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ خود فرماتے ہیں
 وَاللَّهُ اَعْلَمُ لَا يَعْلَمُ إِلَّا مَا عَلَّمَنِي رَبِّي ۖ

قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا مگر جو اللہ نے مجھے علم دیا ہے۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب

اعتراض | گجراتی وہابی نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی نقل کیا ہے کہ
 جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب کا علم رکھتے ہیں۔ وہ کافر ہے۔ کیونکہ
 علم غیب کی صفت خدا تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

جواب | میں کہتا ہوں کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ حکم اسی شخص
 کا ہے جو علم غیب ذاتی کا اعتقاد رکھتا ہے کیونکہ علم غیب عطائیؒ تو آپؐ ادویا کو بھی مانتے ہیں۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان

۱۔ :- مسامرہ صفحہ ۲۳۵ - ۲۔ :- شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۱۔
 ۳۔ :- مواہب اللدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ - ۴۔ :- مرآۃ الحقیقہ بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۵

اِذَا طَلَبْتُ اللّٰهَ بِالْصِّدْقِ اَعْطَاكَ
 حُب تو صدق کے ساتھ اللہ کا طالب ہوگا
 مِمَّا لَا تَبْصُرُ فِيهَا كُلَّ شَيْءٍ مِنْ
 وہ تجھے ایک آئینہ عطا کریگا جس میں تو دنیا اور
 مَخَارِبُ الدُّنْيَا لَا تَخْذُلُكَ عَلَيْهِ
 آخرت کے کل عجائبات کو دیکھے گا۔
 لیجئے جناب دہانی صاحب عطائی علیہم السلام کی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک ولی صادق
 کے لیے ثابت کر دیا۔

بحر الرائق کی پرری عبارت اور گجراتی دہانی صاحب کی یہودیت یعنی دجل و فریب ۱۵

الاعتراض | گجراتی دہانی نے بحر الرائق کی عبارت میں خیانت کر کے نجومیوں اور رملیوں کا حکم انبیاء
 علیہم السلام پر جڑ دیا۔ لکھتا ہے:-
 اِنْ ادَّعَا ظَنُّ الْغَيْبِ حَذَامٌ فَلَيْسَ بِكُفْرٍ بَخْلَافٍ اِنَّ ادَّعَاءَ عِلْمِ الْغَيْبِ فَاِنَّهُ
 كُفْرٌ۔

ترجمہ: یعنی اگر کوئی شخص ظن الغیب کا دعویٰ کرے تو یہ حرام ہوگا۔ اور کفر نہیں ہوگا۔
 اگر علم الغیب کا دعویدار ہو تو پکا کافر ہے۔
 جواب | بحر الرائق کی اصل عبارت یہ ہے:-

وَعَدَهُ الْقُرْطُبِيُّ فِي شَرْحِ الْمُسْلِمِ اَنَّ ظَنُّ الْغَيْبِ جَائِزٌ كَظَنِّ الْمُنْجِمِ
 وَالتَّمَالِ بِوَقْعِ شَيْءٍ فِي الْمُسْتَقْبَلِ بِتَجَرُّبِهِ اَوْ بِعَادَتِهِ فَهُوَ ظَنٌّ
 صَادِقٌ اَلْمُتَمَنِّعُ هُوَ اِدَّعَاءُ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالظَّاهِرُ اِنْ اِدَّعَاءَ ظَنُّ الْغَيْبِ
 حَذَامٌ وَلَيْسَ بِكُفْرٍ بَخْلَافٍ اِدَّعَاءُ عِلْمِ الْغَيْبِ فَاِنَّهُ كُفْرٌ۔
 ترجمہ:۔ شرح مسلم میں علامہ قرطبی نے یہ ذکر کیا ہے کہ عیب کا ظن کر لینا بیشک جائز
 ہے جیسا کہ نجومی اور رملی اپنے تجربہ کی بناء پر آئندہ ہونے والی بات کا گمان کر لیتا ہے۔ پس یہ

۱۵:- غنیۃ الطالبین عربی آخری سطر مترجم فارسی منتخب۔ ۱۶:- بحر الرائق بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۸۔
 ۱۷:- بحر الرائق جلد ۵ صفحہ ۱۶۔

گمان صادق ہے ممنوع تو علم غیب کا دعویٰ ہے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہو گئی کہ (بخومی وغیرہ) کے لیے گمان غیب تو جائز ہے مگر اپنے گمان غیب کا دعویٰ (اس کے لیے) حرام ہے کفر نہیں بخلاف اس کے (کہ کوئی بخومی رملی وغیرہ) علم غیب جاننے کا دعویٰ کرے یہ کفر ہے۔ اے ایمان والو! یہ ہے ان دہائیوں کی بددیانتی کہاں۔ نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عطائی علم غیب کا عقیدہ رکھنا اور کہاں بخومی وغیرہ کا دعویٰ علم غیب جس کے کفر ہونے میں کسی کو بھی شک نہیں۔

وہابی کا فتاویٰ قاضی خاں سے استدلال

مگر اب وہابی نے فتویٰ قاضی خاں کی ایک عبارت سے بھی استدلال کیا ہے۔ لکھتا ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے اگر کوئی شخص نکاح کرے اور اللہ و رسول کو گواہ بنا دے تو اس کا نکاح باطل ہے اور وہ کافر ہے آگے فرماتے ہیں کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا اعتقاد رکھا۔ اور وہ جو زندگی میں غیب نہیں جانتے تھے موت کے بعد کس طرح جان سکتے ہیں۔

فتاویٰ قاضی خاں کی پوری عبارت یہ ہے

رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِغَيْرِ شَهَادَةٍ فَقَالَ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ اخُذَا مِنْ سِغَامِيهِ
وَاَكْوَا كَرِيمٍ قَالُوا اَيْكُونُ كَفَرًا لَآئِهٖ اِعْتَقَدَا اَنْ رَسُولَ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَعْلَمُ الْغَيْبَ وَهُوَ مَا كَانَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ حِينَ كَانَ فِي الْاَحْيَاءِ فَكَيْفَ
بَعْدَ الْمَوْتِ

ترجمہ:- مرد نے عورت کے ساتھ بغیر گواہوں کے نکاح کیا۔ مرد اور عورت نے کہا خدا اور پیغمبر کو ہم گواہ کرتے ہیں، لوگوں نے کہا کہ یہ کفر ہے کیونکہ اس کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

غیب جانتے ہیں۔ حالانکہ وہ دنیاوی زندگی میں غیب نہ جانتے تھے، بعد وفات کس طرح جان سکتے ہیں۔

اسکے جواب میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

إِنَّهُ لَا يَكْفُرُ لِأَنَّ الْأَشْيَاءَ تُقَرَّنُ عَلَى رُوحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَنَّ الرُّسُلَ يَعْرِفُونَ بَعْضَ الْغَيْبِ قَالَتْ تَعَالَى عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ
أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ - بَلْ ذَكَرُوا فِي كِتَابِ الْعَقَائِدِ أَنَّ مَرَاتِ
جَمَلَةٍ كَرَامَاتِ الْأَوْصِيَاءِ الْأَوْطِلَاءِ عَلَى بَعْضِ الْمُغَيَّبَاتِ ۞

ترجمہ:- بیشک اس مرد کی تکفیر نہ کی جائے، کیونکہ اشیاء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے پیش کی جاتی ہیں، اور بیشک رسول کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام
بعض غیب جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اللہ عالم الغیب پس اپنے غیب پر
رسولوں کے سوا کسی کو اطلاع نہیں دیتا، بلکہ علماء کرام نے عقائد کی کتابوں میں ذکر کیا ہے،
کہ اویاء کی کرامات میں سے بعض مغیبات پر اطلاع پانا بھی ہے۔
نوٹ:- یہی جواب طحاوی حاشیہ در مختار جلد ۲ صفحہ ۱۲ پر اور فتاویٰ مجمع الانہر
جلد ۱ صفحہ ۳۲۰ پر بھی ہے، اب ہم آخر میں اہل اسلام کا علم غیب کے متعلق عقیدہ تحریر
کرتے ہیں۔

عارف باللہ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ جلالین شریف میں فرماتے ہیں

الَّذِي يُجِيبُ الْإِيمَانَ بِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يَنْتَقِلْ مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى
أَعْلَمَهُ اللَّهُ بِجَمِيعِ الْمُغَيَّبَاتِ الَّتِي تَحْصُلُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۞
توجہ:- جس بات پر ایمان رکھنا واجب ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے دنیا سے انتقال نہیں فرمایا یہاں تک اللہ تعالیٰ نے کل مغیبات جبر بھی دنیا اور آخرت

میں ظہور پذیر ہونے والے ہیں کا آپ کو علم عطا فرما دیا۔

شرح فتح المبین کے محشی علامہ حسن مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اربعین نووی کی شرح فتح المبین حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے محشی علامہ حسن مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الْحَقُّ كَمَا قَالَهُ جَمْعٌ أَنَّ اللَّهَ سَيِّحَانُهُ وَتَعَالَى لَمْ يَقْبِضْ نَبِيَّنَا صَلَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَطْلَعَهُ عَلَى كُلِّ مَا أَبْهَمَهُ عَنْهُ إِلَّا أَنَّهُ أَمْرٌ بِكُلِّ بَعْضٍ وَالْإِعْلَامُ بِبَعْضٍ - ۱۷

ترجمہ :- حق بات یہ ہی ہے جو کہ ختم غیر علماء نے فرمائی ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال سے پہلے ان تمام چیزوں کا علم عطا فرما دیا۔ جو بھی آپ سے پوشیدہ تھیں۔ ہاں مگر ان میں سے بعض کو چھپانے کا حکم دیا۔ اور بعض کے ظاہر فرمانے کا۔

مسئلہ حاضر و ناظر اور گجراتی دہابی کا دجل و فریب ۱۶

اعتراف | گجراتی دہابی صاحب مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جہاد الحق سے آپ کا قول نقل کرتا ہے کہ مفتی صاحب نے لکھا ہے۔

ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں۔ خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے ہر جگہ میں ہونا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شان ہے۔ (جہاد الحق) ۱۷
اس مذکورہ عبارت کو غلط ثابت کرنے کے لیے دہابی صاحب نے قرآن مجید سے استدلال کیا ہے۔ لکھتا ہے۔

مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَاسِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا اِثْنَيْنِ إِلَّا هُوَ وَكَذَلِكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تِلْكَ الْكَلِمَةُ الْكُبْرَى (مجادلہ)

تین آدمیوں کا مشورہ نہیں ہوتا کہ چوتھا خدا ہوتا ہے اور پانچ کا مشورہ نہیں ہوتا کہ چھٹا خدا ہوتا ہے نہ اس سے کم کا نہ اس سے زیادہ کا گردہ خدا سا ہوتا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ بلحاظ علم و قدرت ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ سہ

جواب میں کہتا ہوں کہ اگر وہابی جی کو شعور ہوتا تو یہ صفحہ ۳۰ خواہ مخواہ سیاہ نہ کرتے۔ کیونکہ قرآن مجید سے وہابی صاحب نے جتنا ثابت کیا ہے (کہ خدا بلحاظ علم و قدرت ہر جگہ حاضر و ناظر ہے) اس بات کے جناب مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کب منکر میں وہ خود لکھتے ہیں: ”اللہ کا علم اور اس کی قدرت عالم کو گھیرے ہوئے ہے۔“ سہ

مفتی صاحب مرحوم نے اگر انکار کیا ہے تو صرف ذات خدا تعالیٰ کا کسی جگہ میں موجود ہونے کا کیا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ زمان و مکان سے بلند و برتر اور پاک ہے۔

مفتی صاحب مرحوم نے جو فرمایا ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں یہ بالکل درست ہے۔

کیونکہ حاضر یعنی موجود ہونے کے لیے عدم موجودگی لازم ہے اور اللہ تعالیٰ واجب الوجود ذات ہے جس کے لیے غیر حاضری یعنی عدم موجودگی ماننا کفر صریح ہے۔

حاضری کا مفہوم سمجھنا کوئی مشکل نہیں۔ ہر بچہ حال کا انسان جانتا ہے کہ جب وہ سکول میں پڑھتا تھا تو سکول لگنے کے بعد جب استاد حاضری پکارتا تھا تو ہر طالب علم یہی جواب دیتا تھا (حاضر جناب) جناب میں جماعت میں آگیا ہوں۔ یہ جواب صاف صاف بتاتا ہے کہ وہ طالب علم پہلے کلاس میں حاضر نہ تھا بلکہ اب گھر سے آ حاضر ہوا ہے۔

باقی رہا اللہ تعالیٰ سے ناظر کی نفی کرنا تو از روئے لغت یہ بھی بالکل درست ہے۔

کیونکہ ناظر وہ ہوتا ہے جو آنکھ کی کالی پتلی سے دیکھے۔ اور اللہ تعالیٰ ان پتلیوں سے بھی پاک و مبرا ہے۔ ثبات ہوا کہ حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں بلکہ اس کی صفت تو موجود و بصیر ہے۔

گجراتی و ہابی کا بزعم خویش قرآن سے استدلال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر نہیں ہیں

اعتراف ۱ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر نہ ہونے پر گجراتی و ہابی نے مندرجہ ذیل چار آیات قرآنیہ سے استدلال کیا ہے۔

آیت ۱ مَا كُنْتَ شَائِئًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ اور تو نہ تھا مدین والوں میں۔

آیت ۲ ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ **ترجمہ :-** یہ غیب کی خبریں ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں اور تو نہ تھا ان کے پاس جب انہوں نے اپنے ایک کام پر اتفاق کر لیا۔

آیت ۳ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْعُرَيْنِ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ۔

ترجمہ :- اور تو نہ تھا طور کے مغربی کنارے پر جب ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا اور نہ تھا تو دیکھتا۔ **آیت ۴** وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَنَّهُمْ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ۔

ترجمہ :- اور تو نہ تھا ان کے پاس جب ڈالنے لگے اپنے قلم کہ کون پلے مریم کو۔ اور نہ تھا تو ان کے پاس جب وہ جھگڑتے تھے۔ **سہ** **جواب :-** یہ چار آیات میں جن سے تمام اُمت و ہابیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی نفی پر استدلال کرتی ہے۔

گجراتی و ہابی کی قرآن پاک کا ترجمہ کرنے میں خیانت

اس استدلال کا جواب عرض کرنے سے پہلے ہم گجراتی و ہابی صاحب نے ترجمہ میں جو خیانت کی اس کی نشان دہی کرتے ہیں۔

سہ :- شجرہ بدعات صفحہ ۳۰-۳۱۔

آیت کا آخری جملہ مَا كُنْتُ مِنَ الشَّاهِدِينَ کا ترجمہ اور نہ تو دیکھتا تھا۔ لفظی نہیں ہے بلکہ لازمی معنی کیا ہے لفظی معنی تو صرف یہ ہے اور نہ تھا تو وہاں حاضر۔ اگر وہابی شاہد کا معنی حاضر کر دیتا تو دہائیت کی ساری عمارت ہی تباہ ہو جاتی۔

شاہد کا معنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی زبانی

(مَا كُنْتُ مِنَ الشَّاهِدِينَ) مِنَ الْعَاصِرِينَ هُنَاكَ) نہ تھے آپ اس جگہ حاضر وہاں

میں۔
شاہد کا ترجمہ از شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ :-

مَا كُنْتُ مِنَ الشَّاهِدِينَ ترجمہ :- نہ بودے تو از حاضران۔

شاہد کا ترجمہ از شاہ ولی اللہ دہلوی :-

مَا كُنْتُ مِنَ الشَّاهِدِينَ ترجمہ :- نہ بودے تو از حاضران۔

شاہد کا ترجمہ از شاہ رفیع الدین دہلوی :-

مَا كُنْتُ مِنَ الشَّاهِدِينَ ترجمہ :- اور نہ تھا تو حاضر وہاں سے۔

حاضر و ناظر کی نفیس بحث

معلوم ہوا کہ لفظ شاہد کا معنی لفظی حاضر ہی ہے اور ناظر ہونا حاضر ہونے کو لازم ہے۔ گویا دیکھنا اور حاضر ہونا دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اسی لیے نابینا خواہ موقع پر موجود ہی کیوں نہ ہو اس کی گواہی مردود ہے کیونکہ گواہی کے لیے حاضر اور ناظر ہونا ضروری ہے نابینا حاضر تو ہے لیکن ناظر نہیں لہذا شہادہ نہیں دے سکتا۔

جو لوگ شاہد کا معنی گواہ کرتے ہیں وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا اقرار کرتے ہیں کیونکہ شہادہ یعنی گواہی کی حقیقت صرف یہ ہے۔

الشَّمَادَةُ الْخَصُورُ مَعَ الْمَشَاهِدَةِ أَمَّا بِالْبَصَرِ أَوْ بِالْبَصِيرَةِ ۖ
ترجمہ :- گواہی کا معنی ہے حاضر ہونا اور مشاہدہ کرنا۔ یہ مشاہدہ خواہ چشم بصر سے ہو یا چشم بصیرت سے۔

لہٰذا جن آیات سے استدلال کیا گیا ہے ان میں جسمانی طور پر موجودگی اور چشم بصر سے دیکھنے کی نفی ہے روحانی طور پر حاضری اور چشم بصیرت سے دیکھنے کی نفی نہیں۔
اہل سنت و جماعت کی مایہ ناز تفسیر جلالین کا حاشیہ صادی شریف میں ہے۔

(مَا كُنْتُ بِجَانِبِ الطُّورِ) هَذَا بِالنَّظَرِ لِلْعَالَمِ الْجَسَدِيِّ بِقَامَةِ الْجَبَّةِ عَلَى الْخَصْمِ وَأَمَّا بِالنَّظَرِ لِلْعَالَمِ التَّفُوحَانِيِّ فَهُوَ حَاضِرٌ رِسَالَتَهُ كُلَّ رَسُولٍ وَمَا وَقَعَ لَهُ مِنْ لَدُنْ آدَمَ إِلَى الْخَلْقِ أَنْ ظَهَرَ بِجَسْمِهِ الشَّرِيفِ ۖ
ترجمہ :- جانب طور پر ہونے کی نفی عالم جسمانی کے پیش نظر ہے تاکہ مخالفت پر حجت قائم ہو سکے۔ وگرنہ تو عالم روحانی کے اعتبار سے آپ ہر رسول کی رسالت اور جو کچھ اس کے ساتھ واقعات ہوئے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے جسمانی ظہور تک سب پر حاضر و ناظر ہیں

عقیدہ حاضر و ناظر اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عقیدہ حاضر و ناظر پر شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادۃ۔ آپ فرماتے ہیں۔

باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در عمار امت ست یک کس را دور این مسئلہ
خلا فی نیست کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیاۃ بے شائبہ غماز و توہم تاویل دائم و
باقی است در اعمال امت حاضر و ناظر ۛ

۱۔ مفردات امام راغب صفحہ ۲۴۹۔ ۲۔ صادی شریف جلد ۳ صفحہ ۱۸۲۔

۳۔ مکتوبات شاہ عبدالحق محدث دہلوی بر حاشیہ اخبار الاخیار صفحہ ۱۹۱۔

توجہ :- باوجود علماء اُمت میں اختلافات اور مذاہب کی کثرت کے کسی ایک کو بھی اس بات میں اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتاً زندہ دائم و باقی ہیں اور اپنی اُمت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں۔ اس بات میں جاز کا شائبہ ہے نہ تاویل کا وہم۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ اُمت میں اتفاقیہ ہے۔

عقیدہ حاضر و ناظر کی مخالفت کا تاریخی پس منظر

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۰۵۲ھ میں ہوا ہے اور آپ کے فرغان سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ سارے دس سو سال تک حاضر و ناظر کا عقیدہ مخالفت چلا آیا ہے ۱۱۱۵ھ میں وہابیت نے جنم لیا ہے یعنی ابن عبد الوہاب پیدا ہوا۔ اور ۱۲۸۳ھ میں دیوبند میں وہابیوں کی درس گاہ کی بنیاد رکھی گئی۔ پھر یہ وہابی مسئلہ حاضر و ناظر کے منکر ہوئے۔ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے سے انکار تقریباً ۱۲۰ سال سے شروع ہوا ہے۔ پہلے کے تمام اہل ایمان اسی عقیدہ پر تھے۔

نوٹ مسئلہ حاضر و ناظر پر سیر حاصل بحث اور متحرین کے اعتراضات کا مسکت جواب تہذیبی کتاب "تنویر الخواطر فی تحقیق الحاضر والناظر" میں ملاحظہ فرمائیں۔

گجراتی وہابی کی حماقت

فرقہ بریلویہ کے اعلیٰ حضرت کے ملفوظات حصہ دوم میں ہے سیدی احمد لہجاسی کی دو بیویاں تھیں۔ آپ کے مرشد سیدی عبدالعزیز دباغ نے فرمایا۔ کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری بیوی سے ہم بستری کی۔ یہ نہیں چاہیئے عرض کیا حضور وہ تو اس وقت سوتی تھی۔ فرمایا۔ سنی نہ تھی۔ سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا۔ فرمایا جہاں وہ دھڑکی تھی کوئی اور پٹنگ بھی تھا عرض کیا ہاں ایک پٹنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا۔ لے

اس کے بعد وہابی صاحب لکھتے ہیں۔
اعتراض | آخر میں اعلیٰ حضرت اجتہاد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں معلوم ہوا شیخ کسی وقت بھی اپنے مرید سے جدا نہیں ہوتا، ہر آن ساتھ ہوتا ہے۔
 اس کے بعد وہابی صاحب علیہ ما علیہ فرماتے ہیں۔
 بعض جاہل مولوی اور پیر مریدوں اور عوام سے پیسے بٹورنے کے لیے یہ کہتے ہیں۔
 جنہوں نے کورویں آتی ہیں، اس روز حلوا پکانا چاہیے، وہ اس سے خوش ہوتی ہیں۔
 اور اسی طرح دیگر خرافات ان کو سن کر جنہوں میں، دوسری، چالیسویں وغیرہ کھاتے ہیں حالانکہ فقہ حنفی کا مستند فیصلہ ہے۔

تَمَالَ عُلَمَاءُ نَا مَن قَالِ اِنَّ اَرْوَاحَ الْمَشَائِخِ حَاضِرَةٌ تَقْلَمُ بِمِصْرَ - (فتاویٰ بزازیم)
 یعنی ہمارے علماء نے فرمایا، جو شخص کہے بزرگوں کی روہیں حاضر و ناظر ہوتی ہیں، تو وہ کافر ہے۔

جواب ۱۔ احمد سہاسی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ایک عظیم الشان کتاب الابرار عربی ص ۲۱ پر موجود ہے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ شیخ کسی وقت بھی مرید سے جدا نہیں ہوتا۔ یہ کوئی اُن ہونی بات نہیں بلکہ اس کو بڑائی و بانی کے دادا امیر شہید احمد گنگوہی نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تائید گنگوہی کے قلم سے

وہم مرید یقین دانند کہ روح شیخ مقید بربک مکان نیست۔
 پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور
 هست اما روحانیت او دور نیست۔

۵۔ شجرہ بدعات ص ۲۲۔

۶۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۱، ۳۲۔

۷۔ امداد السلوک صفحہ ۹۔

توجہ :- مرید یہ بات بھی یقین کے ساتھ جان لے کہ روح شیخ ایک مکان میں پابند نہیں پس جہاں کہیں بھی مرید ہو دور یا نزدیک اگرچہ ذات شیخ سے وہ دور ہے۔ لیکن شیخ کی روحانیت سے دور نہیں۔

دعا یوں کے گرو کی عبارت سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ مشائخ کا ملین کی ارواح اپنے مریدوں کے پاس ہر وقت حاضر و ناظر ہوتی ہیں۔
باقی رہا مشائخ کی ارواح کے متعلق عقیدہ کہ وہ حاضر اور سب کچھ جانتی ہیں۔ سو یہ اسی وقت ہی کفر ہو گا۔ جب حضور اور علم دونوں کو ذاتی مانا جائے۔ ورنہ کفر نہیں۔

مسئلہ بشریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سوادِ عظم اہل سنت کثر ہُم اللہ تعالیٰ کا عقیدہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسان ہیں لیکن بے مثل۔ ہمارا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان سمجھے وہ کافر ہے البتہ آپ کو اپنے جیسا انسان سمجھنا یقیناً بے ادبی اور گستاخی ہے۔

اُمتِ دہا یہیما کا یہ ہی عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے ہی ایک انسان ہیں۔ ان کے والدین تھے۔ انہوں نے نکاح کیے۔ اُن کے اولاد ہوئی۔ وہ کھاتے تھے۔ پیتے تھے۔ سوتے تھے۔ جاگتے تھے۔ لہذا ہمارے اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل نوری انسان تھے۔ انہوں نے جو کچھ بھی کیا وہ اُمت کی تعلیم کے لیے کیا۔ ہماری انسانیت کو آپ کی انسانیت سے کوئی بھی نسبت نہیں۔

دلائل بے مثلیت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اقل :- ابراہیم کہتے ہیں۔ ہمدان قبیلے کی عورت نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا ہے۔ میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ تعریف تو بیان کر عورت نے کہا۔ گویا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چودھویں رات کے چاند میں ہیں۔ آپ سے پہلے اور بعد آپ کی مثل کوئی

ہیں دیکھا۔

دوم :- علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے اور بعد آپ کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔

سوم :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی آپ کی مثل نہ دیکھا۔

چہارم :- حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں لایسے ہی مشلہ ابداً کبھی بھی آپ کی مثل نہ دیکھا گیا۔
پنجم :- ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فماریت قبلہ ولا بعدہ مشلہ میں نے آپ کے مثل کبھی کوئی دیکھا ہی نہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا بقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ششم :- محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ لِلرَّسُولِ اللَّهُ عَلَى اللَّهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ
وَكَمْ يَقُمْ مَعَ شَمْسٍ قَطْرًا إِلَّا غَلَبَ ضَوْؤُهَا ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ سِجَاحٍ قَطْرًا
إِلَّا غَلَبَ ضَوْؤُهُ عَلَى ضَوْءِ السِّجَاحِ ۔

ترجمہ :- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور جب کبھی آپ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے آپ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہوتی اور جب کبھی آپ کسی چراغ کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب ہوتی۔

ہفتم :- علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ شرح الجامع الصغیر میں فرماتے ہیں۔

إِنَّهُ كَانَ يَبْصُرُ مِنْ خَلْقِهِ لَوْ أَنَّ كَانَ يَدْعَى مِنْ كُلِّ جَمْعَةٍ مِنْ حَيْثُ

۱۔ خصائص کبریٰ عزنی مطبوعہ حیدرآباد حیدرآباد ۱/۲۰۰ ۲۔ خصائص کبریٰ عزنی جلد ۱ صفحہ ۳۰

۳۔ خصائص کبریٰ عزنی ۱/۲۰۰ ۴۔ کتاب الوفا جز ۱ صفحہ ۴۰ ۔

كَانَ نَحْوًا كَلَّمَ وَيَهْدَا كَانَ لَا يَخْلُ لَكَ - له
 ترجمہ :- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے بھی دیکھتے تھے اس لیے کہ آپ ہر طرف یکساں دیکھتے تھے کیونکہ آپ سرایا فور میں اسی لیے آپ کا سایہ نہ تھا۔
 ہمارا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے مثل بے سایہ نوری انسان ہونے کا عقیدہ مندرجہ ذیل کتابوں میں موجود ہے۔

- (۱) کتاب الشفاء جلد ۱ صفحہ ۳۶۸ (۲) نسیم الریاض شرح شفاء جلد ۳ صفحہ ۲۸۲ -
 - (۳) شرح شفاء للقاری مکی رحمۃ اللہ علیہ جلد ۱ صفحہ ۵۳ (۴) نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۴۸۱ -
 - (۵) خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۸ (۶) المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۲۸۰ -
 - (۷) زرقانی شرح مواہب جلد ۳ صفحہ ۲۲ (۸) سیرۃ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ -
 - (۹) سیرۃ محمدیہ زینی وعلان مفتی مکہ بر حاشیہ سیرۃ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۵ -
 - (۱۰) اسعاف الراغبین بر حاشیہ مشارق الانوار صفحہ ۵۵ -
 - (۱۱) نور الابصار صفحہ ۳۲ (۱۲) تفسیر مدارک مطبوعہ لاہور جلد ۳ صفحہ ۳۲۹ -
 - (۱۳) مجمع البحار جلد ۳ صفحہ ۴۰۲ (۱۴) کشف النعمۃ للشرانی رحمۃ اللہ علیہ جلد ۲ صفحہ ۵۱ -
 - (۱۵) نعمۃ کبریٰ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۶ (۱۶) لغات المدیث کتاب "نون" جلد ۶ صفحہ ۱۵۶ -
- کالم اسطریحہ، مؤلف وحید الزمان غیر مقلد۔

پیچ

اگر کوئی وہابی یہ ثابت کر دے کہ مع صحابہ اکابرین امت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہا ہو۔ ایک حوالہ پر ایک صدرِ پیہ انعام دیا جائے گا۔

باقی جو قرآن مجید میں مذکور ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خود کو مثل لوگوں کے بشر کہتے رہے ہیں سو یہ از روئے تو امانت تھانہ کہ از روئے حقیقت۔

بشریت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

مذکورہ بالا مسئلہ بشریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق۔
 حضور جناب مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
 باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سایر افراد انسانی نیست بلکه مخلوقی
 و از افراد عالم مناسبت نہ دارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم با وجود نشاء عنصری از نور حق جل و علی مخلوق
 گشتہ است ما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللہِ
 ترجمہ :- جانتا چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش دیگر تمام انسانوں کی پیدائش کی طرح
 نہیں بلکہ جہان کے کسی فرد کو آپ سے کوئی مناسبت نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 باوجود عنصری پیدائش کے اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیے گئے ہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا۔
 میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔
 یہ وہاں ہجروئی قولہ باوجود نقشبندی مجددی کہلانے کے مجدد پاک رضی اللہ عنہ کے
 عقائد کی مخالفت کرتا ہے۔

مسئلہ میلاد مبارک اور وہابی کی خیانت یعنی دل و فریب ۱

گجراتی وہابی نے میلاد شریف کی مناعت اور عدم جواز پر سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کی عبارت نقل کرنے میں پوری پوری یہودیت دکھائی ہے لکھتا ہے۔
 عند و ما بنی طر فیرے رسد کہ تا سد ایں باب مطلق نہ کند بواہوس ممنوع نے گردند۔ یعنی
 یہ سلسلہ بالکل ہی ختم ہونا چاہیے۔
 گجراتی وہابی نے اول تو مجدد پاک کا فرمان پر راقول ہی نہیں کیا اور جتنا نقل کیا ہے۔
 اسکا ترجمہ بھی پورا نہیں کیا۔ مذکورہ عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔

میرے مخدوم فقیر کے دل میں یہ خیال آتا ہے جب تک اس دروازے کو پوری طرح بند نہ کریں گے۔ بواہوس لوگ باز نہ آئیں گے۔
 میلاد شریف کے متعلق مجدد پاک رضی اللہ عنہ کا پورا مکتوب پڑھنے کے بعد مسئلہ کی حقیقت کھلتی ہے اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ بواہوس لوگ کون ہیں۔

حضور جناب مجدد پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکمل مکتوب

عبدالغنی ثانی رضی اللہ عنہ کا مکتوب یہ ہے فرماتے ہیں۔
 اچھی آواز سے صرف قرآن مجید اور نعت و منقبت کے قصیدے پڑھنے میں کیا حرج ہے۔ منع تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف کو تبدیل و تحریف کیا جائے اور مقامات نغمہ کا التزام کرنا اور الحان کے طریقے کے مطابق آواز بنانا۔ اور اس کے مطابق تالیاں بجانا جو شعر میں بھی جائز نہیں۔ اگر ایسے طریقے سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو۔ اور قصیدے پڑھنے میں شرائط مذکورہ نہ پائی جائیں اور اس کو بھی صیح غرض سے تجویز کریں تو پھر (میلاد خوانی میں) کوئی رکاوٹ ہے بلکہ

ثنا بت ہوا کہ بواہوس یعنی نعت خوانی میں موسیقی کے ضابطوں کی پابندی حروف قرآنی کی تحریف اور ساتھ ساتھ تالیاں بجانا ختم کرنا۔ مجدد رضی اللہ عنہ کا مقصود ہے نہ کہ محفل میلاد شریف آپ کے نزدیک ناجائز و حرام ہے جیسا کہ امت دنیہ کا گمان باطل ہے۔

ایمان والو۔ مجدد رضی اللہ عنہ کے مکتوب کو بار بار پڑھو اور گجراتی خائن کی داد دو۔
 فقیر کو تجربے سے ثنا بت ہوا ہے کہ غلام اللہ پنڈی بہر فرار گھنڈی۔ عنایت اللہ گجراتی یہ تینوں خائنین کے گرو ہیں۔

مسئلہ ذکر باطن اور فتاویٰ خیرہ کی عبارت میں خیانت
 یعنی دجل و فریب ۱۸

اعتراض وہابی لکھتا ہے۔

إِنْ رَفَعَ الصَّوْتُ بِالدِّكْرِ حَرَامٌ يَقُولُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ
إَشْكُو لَيْسَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا۔

ترجمہ :- اونچی آواز سے ذکر کرنا فرمان نبوی کے مطابق حرام ہے بلکہ
جواب :- یہاں پرواہی نے جو عبارت فتاویٰ خیر یہ سے نقل کی ہے یہ قول صاحب فتاویٰ
کا نہیں بلکہ بطور اعتراض اس کو ذکر کر کے اس کا جواب دیتے ہیں ملاحظہ ہواصل عبارت۔
علامہ خیر الدین رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

كَانَ قُلْتُ صَوْتٌ فِي الْغَائِبَةِ يَنْ رَفَعَ الصَّوْتُ بِالدِّكْرِ حَرَامٌ يَقُولُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
إِنَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالدِّكْرِ إِنَّكَ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا وَقَوْلُهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ الدِّكْرِ الْخَفِيُّ رَدُّهُ أَبَعْدَ مِنَ الدِّكْرِ وَأَقْرَبُ إِلَى الْمُتَضَرِّعِ
يَحْمُولُ عَلَى الْجَهْرِ الْفَاحِشِ الْمُضَرِّ بِلَهُ

ترجمہ :- پس اگر تو کہے کہ فتاویٰ خانیہ میں تصریح ہے کہ بلند آواز سے ذکر حرام ہے جو جنہی صلی
اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے جو آپ نے بلند آواز سے ذکر کرنے والے کو کہا کہ تو کوئی بہرے یا غائب
کو نہیں پکارتا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ذکر خفی بہتر ہے کیونکہ وہ بڑا سے دور اور خضوع
کے قریب تر ہے۔ اس سے وہ ذکر جہر مراد ہے جو از حد بلند آواز سے اور تکلیف دینے والا ہو۔
علامہ خیر الدین رحمہ اللہ علیہ نے فیصلہ ہی کر دیا کہ فقہا کی عبارتوں میں جس ذکر بالجہر کو
حرام یا ممنوع کیا گیا ہے وہ ایسا ذکر ہے جو گھمپھاڑ پھاڑ کر کیا جائے۔ ایسا ذکر بیشک تکلیف دہ
بھی ہے۔

از روئے فتاویٰ خیر یہ ذکر بالجہر جائز ہے

فتاویٰ خیر یہ میں ۱۰ اسی مقام پر ہے۔

أَمَّا وَفَعُ الْقَنُوتِ بِالذِّكْرِ فَيُشَدُّ - بلند آواز سے ذکر بالکل جائز ہے ۔
یہ ہی صاحب فرماتے ہیں۔

إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِرَافِعِي أَمْوَاتِهِمْ بِالتَّكْبِيرِ إِرْفَعُوا أَعْلَى
أَنْفُسِكُمْ أَنْتُمْ لَا تَدْعُونَ أَحَدًا وَلَا غَائِبًا يَحْتُمِلُ أَنَّكُمْ يَكُونُ فِي الرَّفْعِ
مَصْلِحَةٌ ۔

ترجمہ :- اور یہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آوازوں سے تکبیر کہنے والوں کو فرمایا اپنے نفسوں
پر نرمی کرو۔ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے۔ اس فرمان میں یہ احتمال ہے کہ اس وقت
آوازیں بلند کرنے میں کوئی مصلحت نہ تھی۔

ذکر بالجہر اور علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ

دہائی لکھتا ہے کہ علی قاری لکھتے ہیں۔

قَدْ نَعَلَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا بَانَ رَفْعِ الْقَنُوتِ فِي السُّجُودِ وَكَوْنِ الذِّكْرِ عَدَمًا ۔
ترجمہ :- یعنی ہمارے بعض علماء نے تصریح کے ساتھ یہ حکم بیان کیا ہے کہ مسجد میں آواز
بلند کرنا اگرچہ ذکر کے ساتھ ہو حرام ہے ۔

میں کہتا ہوں علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا کہ ہمارے بعض علماء نے کہا ہے ”سو یہ ذکر بالجہر
کی ممانعت کے لیے کافی نہیں۔ کیونکہ جمہور علماء اس بعض کے خلاف ہیں بعض کا قول وہاں محترم
ہوتا ہے۔ جہاں جمہور کے خلاف نہ ہو۔

ع ۲۔ علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی ذکر بالجہر کی حرمت کے خلاف ہیں۔

مشکوٰۃ شریف باب الوتر ص ۱۱۲۔ پر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وتروں کا سلام
پہیرتے تو تین مرتبہ بُحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ کہتے۔ دو مرتبہ آہستہ اور تیسری مرتبہ بی رفع صوتہ

اپنی آواز بلند فرماتے۔ اس حدیث شریف کی شرح میں علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔
 هَذَا يَدُلُّ عَلَى جَوَازِ الذِّكْرِ بِدَفْعِ الصَّوْتِ بَلْ عَلَى الْاَوْسُقَابِ... وَبَعْدُ
 الْمَشَاحِجِ يَحْتَضِرُ اخْفَاءَ الذِّكْرِ لِأَنَّهُ أَبْعَدُ مِنَ التَّيَازُفِ وَهَذَا مُتَعَلِّقٌ بِالرِّيَاسَةِ بَلْ
 تَرْجِيهِ: دُوبِي كَرِيمٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِبِي مَرْتَبَةِ آواز کو بلند فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ بلند
 آواز سے ذکر جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ بعض مشائخ نے اخفاء ذکر کو پسند کیا ہے کیونکہ یہ ریاسہ
 دور ہے۔ لیکن اس کا تعلق نیت سے ہے۔

گجراتی و دہلوی کبیری شرح منیۃ المصلیٰ کے حوالے سے لکھنا ہے

وَلَا بِي حَنِيفَةٍ أَنْ دَفَعَ الصَّوْتِ بِذِكْرِ يَدْعُوهُ مُخَالِفُ الْأَمْرِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى
 اذْعُوا ذَبِكُمْ تَضَرُّعًا وَخَفِيَّةً ۝ ۱۹

ترجمہ: حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلند آواز کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے
 خدا تعالیٰ کے ارشاد کے خلاف ہے۔

کبیری شرح منیۃ کی عبارت میں خیانت یعنی دہلوی فریب ۱۹

کبیری کی عبارت نقل کرنے میں گجراتی و دہلوی نے پوری پوری یہودیت دکھائی ہے۔
 کبیری میں حضرت علامہ ابراہیم حلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور
 صاحبین میں اس بات میں اختلاف ہے کہ عید الفطر کے روز نمازی تکبیرات بلند آواز سے کہیں
 یا آہستہ۔ صاحبین بلند آواز سے کہنے کے قائل ہیں اور ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اخفاء
 کے قائل ہیں۔ علامہ حلی مرحوم نے فریقین کے دلائل نقل کرتے ہوئے لکھا ہے ولا بی حنیفۃ ان
 دفع الصوت بالذکر بدعت مخالف الامر فی قوله تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک
 تضرعاً وخفیۃ۔ ۱۹ یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دفع الصوت بالذکر کو مذکورہ آیت

کے خلاف سمجھتے ہوئے طریقہ جدیدہ قرار دیتے ہیں۔ آخر میں علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود فیصلہ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

وَالَّذِي يُبَيِّنُ أَنَّ يَكُونُ الْخِلَافُ فِي اسْتِجَابِ الْجَهْرِ وَعَدَمِهِ لَا فِي كَذَاهْتِهِ وَعَدَمِهَا فَعِنْدَهُمَا يُسْتَجَبُ الْجَهْرُ وَعِنْدَكَ الْإِخْفَاءُ فَضَّلُ ۱۔ جو بات مناسب ہے وہ یہ ہے کہ فریقین میں اختلاف ذکر بالجہر کے مستحب اور غیر مستحب ہونے میں ہے نہ کہ مکروہ یا عدم مکروہ میں۔ پس صاحبین کے نزدیک ذکر بالجہر مستحب ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اختفاء بہتر ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیصلہ | علامہ شامی نے بھی یہ فیصلہ دیا ہے فرماتے ہیں۔
وَالْخِلَافُ فِي الْقَضَائِيَّةِ أَمَّا الْكُفَاهَةُ

فَمُنْتَفِيَةٌ عَنِ الطَّرَفَيْنِ ۲۔

ترجمہ ۱۔ صاحبین اور امام اعظم ذکر بالجہر اور اختفاء کی افضلیت میں مختلف ہیں اور لڑتے
کا طرفین سے کوئی بھی قائل نہیں۔

ذکر بالجہر کے متعلق سیدنا مجدد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں نیت یعنی دہلی فرماتے ہیں

گجراتی دیباہی لکھتا ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ذکر جہر را بدعت دانستہ منع آن فرمودہ اند

ذکر بالجہر کو بدعت جانتے ہوئے اس سے منع فرمایا ۳۔

مکتوبات کی عبارت نقل کرنے میں خوب دجل سے کام لیا ہے پوری عبارت ملاحظہ ہو

ذکر جہر را بدعت دانستہ منع آن فرمودہ اند و ثمرات کہ برآں مرتب شود التفات بآں فرمودہ ۴۔

ترجمہ ۱۔ ذکر جہر کو طریقہ جدیدہ سمجھتے ہوئے اس سے منع فرمایا اور ذکر جہر کے تمام فائدوں کو

۱۔ کیر سنہ ۹۱۳ مطبوعہ لاہور ۱۲۸۳ھ - ۲۔ فتاویٰ شامی جلد ۱ صفحہ ۵۸۲۔

۳۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۶۔ ۴۔ مکتوبات تالیف کلاں جلد اول مکتوب ۲۶۶ صفحہ ۱۶۸

نظر انداز کر دیا۔

معلوم ہوا کہ مشائخ نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک ذکر جہر اگرچہ بدعت ہے مگر حسنہ ہے کیونکہ بدعت غلارے کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ سلسلہ نقشبندیہ کے علاوہ دیگر سلاسل جو ذکر جہر کرتے ہیں وہ ذکر جہر پر مرتب ہونے والے تمام ثمرات سے محظوظ ہوتے ہیں۔

مسئلہ صلاۃ و سلام بخیر الانام صلی علیہ وسلم اور دجل و فریب

گجراتی و بانی لکھتے ہیں۔

اعتراف حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مؤذن تھے۔ کہیں ثابت نہیں کہ انہوں نے یہ پڑھا ہو نہ ہی خلقائے راشدین کے زمانہ میں یہ رسم تھی۔ بلکہ بزرگوں سے سنا ہے کہ یہ درود تو حال ہی میں ایجاد ہوا ہے بعض پرانے لوگ تو کہتے ہیں کہ ہمارے بچپن کے زمانے میں درود ہرگز موجود نہ تھا۔
جواب: صلاۃ و سلام کے متعلق تمام امت و ابیہ کی زبان پر یہی باتیں ہیں۔

اس گجراتی و بانی سے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ

۱۔ کیا عدم ثبوت عدم وقوع کو مستلزم ہے؟

۲۔ کیا کسی کام کا کارخیر ہونے کے لیے اس کا معمول بہ ہونا شرط ہے؟

۳۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے لیے کسی زمان و مکان یا ہیئت کی

○ پابندی ہے؟

○ عدم ثبوت عدم وقوع کو مستلزم بھی نہیں۔

○ کسی کام کا کارخیر ہونے کے لیے معمول بہ ہونا شرط بھی نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے لیے زمان و مکان کی پابندی بھی نہیں۔

جب یہ سب کچھ نہیں تو دباہیوں کی ٹیٹیں چہ معنی دار۔

باقی رہا دیوبندیوں کے بزرگوں کا یہ کہنا کہ یہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ حال ہی میں ایجاد ہوا ہے سو یہ دیوبندیوں کے دؤیروں کی جہالت ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی تصدیق شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ

کے قلم سے

صاحب تفسیر روح البیان شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۳۷ھ نے تفسیر روح میں تحریر کیا ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا خلیل اللہ۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اسماء صفاتیہ کا ذکر کیا ہے۔

دوبانی صاحب مہارے بزرگوں کا تو ابھی تم بھی نہ تھا جب اسی مرد کامل رضی اللہ عنہ نے یہ درود شریف لکھا تھا۔ دیوبندی دیوبندیوں کا مدرسہ قائم ہونے سے تقریباً ۵۰ سال قبل یہ درود شریف پڑھا گیا۔

لو وہابیو! تمہارے ہی گھر سے یہ درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ نکال کر دکھا دیتے ہیں تمام دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ لکھتے ہیں۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے کا ثبوت تمام دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب کے قلم سے

عشاء کی نماز کے بعد کامل طہارت کے ساتھ نیا کپڑا پہن کر خوشبو لگا کر نہایت ادب سے

مدینہ منورہ کی طرف مُرنے کر کے بیٹھے۔ اور جناب الہی میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی التجا کرے اور دل کو تمام خطروں سے خالی کر کے آنحضرت کی صورت کا اس طرح خیال کرے۔ گویا آپ بہت سفید کپڑے پہنے سبز عمامہ باندھے ہوئے کرسی پر بیٹھے ہیں اور چہرہ مبارک آپ کا چاند کی طرح چمک رہا ہے۔ اور دائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اور بائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ اور دل میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی خوب منہ میں لگا کر لے۔ الی آخر۔
تف ہے اُن دُعاؤں پر جو صلوٰۃ و سلام کو آج کل کی ایجاد کہتے ہیں۔

اذان میں انگوٹھے چومنا اور دجل و فریس

گجراتی و دہلی کی خباثت ملاحظہ فرمائیں لکھتا ہے۔
اعتراض | بدعتی لوگ اذان میں حضور علیہ السلام کا نام سن کر انگوٹھے چومتے ہیں۔ حالانکہ اس کی بھی شریعت مطہرہ میں کوئی اصل نہیں اور جو احادیث اس کے اثبات میں بیان کرتے ہیں سب موقوف اور جعلی اور من گھڑت ہیں چنانچہ امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔
أَوَحَادِيثُ النَّبِيِّ زُوِيَتْ فِيْ تَقْبِيْلِ الْأَوَامِلِ وَجَعَلَهَا عَلَى الْعَيْنَيْنِ
عِنْدَ سَمَاعِ اسْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْمُؤَذِّنِ فِي كَلِمَةِ شَهَادَةِ
كُلِّهَا مَوْضُوعَاتٌ۔ ۱۰
ترجمہ :- وہ حدیثیں جن میں مؤذن سے کلمہ شہادہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سننے کے وقت انگلیاں چومنے اور آنکھوں پر رکھنے کا ذکر آیا ہے۔ وہ سب موقوف اور جعلی ہیں۔
اور ایک روایت حضرت خضر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں۔ امام بیہقی ایک مقام پر اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

فِي هَذَا إِسْنَادٍ قَوِّمٌ يَجْهَلُونَ وَلَمْ يَكْلَفْنَا اللَّهُ تَعَالَى أَنْ نَأْخُذَ دَيْمِنًا
عَمَّنْ لَا نَعْرِفُهُ۔ ۱۱

۱۰ :- منیۃ القلوب مترجم مع فارسی عبارت مطبوعہ دہلی ۱۹۲۶ء صفحہ ۸۳۔

۱۱ :- تیسرے مقال للسیوطی بحوالہ شجرہ بیعت صفحہ ۳۵ :- کتاب القراءۃ صفحہ ۱۲۶۔

ترجمہ :- کہ اس سند میں کئی راوی مجہول ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس کا مکلف نہیں ٹھہرایا کہ اپنا دین مجہول راویوں سے اخذ کریں بلکہ تمام ہوئی اس مسئلے میں گجراتی دہابی کی عبارت ۔

جواب :- پوری دنیا اے اسلام میں سے کسی بھی صحیح العقیدہ مسلمان نے انگریزوں نے جو منے والی احادیث کو موضوع نہیں کہا گجراتی دہابی نے جلال الملک والدین سیدی سیوطی رضی اللہ عنہ پر چھوٹ باندھا ہے۔ سیدی سیوطی رضی اللہ عنہ کی تالیفات اور تصنیفات کی فہرست بارہ صفحات پر مشتمل عربی میں چھپی ہوئی فقیر ارقم الخروف کے کتب خانہ میں موجود ہے اس میں تسیر المقال نام کی کوئی کتاب نہیں ہے اسی لیے دہابی پورا حوالہ نہیں دے سکا۔

اب گویا جو منے والی حدیث کے متعلق حفاظ حدیث کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں

ع ۱۰ امام سخاوی المتوفی ۹۰۲ھ فرماتے ہیں | ذَكَرَ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِتَوَى مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ لَمَّا سَمِعَ قَوْلَ الْمُؤَذِّنِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ هَذَا وَقَبْلَ بَاطِلَ الْأَوَّلَيْنِ وَمَسَّحَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ شَيْئًا مِثْلَ مَا قَعَلَ خَلِيلِي فَقَدْ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي وَلَا يُعْجَبُ بِهِ

ترجمہ :- محدث دہلی نے اپنی کتاب میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ جب ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ نے اذان میں مؤذن کی زبان سے اشہدان محمد رسول اللہ سنا تو آپ نے اپنی انگلیوں کو اندرونی طرف سے چوم کر آنکھوں پر پھیرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو ایسا کریگا جیسا میرے محبوب ابوبکر نے کیا ہے۔ اس کے لیے میری شفاعت ثابت ہوئی۔ یعنی وہ میری شفاعت سے ہرگز محروم نہ ہوگا۔ اس کے بعد محدث دہلی نے فرمایا۔ یہ حدیث صحیح نہیں۔ لایعجب کی حقیقت کو امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرمادیا دیکھتے ہیں۔

وَلَا يَصَحُّ فِي الْمَرْفُوعِ مِنْ كُلِّ هَذَا شَيْءٌ۔

یعنی یہ حدیث یا اسی باب میں جو حدیث بیان ہوتی ہے وہ صحیح مرفوع نہیں۔ یعنی حدیث موقوف ہے۔

۲۔ علامہ محمد طاہر بیٹنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۹۸۶ء فرماتے ہیں۔

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث لفظ بہ لفظ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ وَلَا يَصَحُّ يَلَهُ

۳۔ اہلسنت احناف کے مسلم امام سیدی علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اسی مذکورہ بالا حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ قَالَ
الْبُخَارِيُّ لَا يَصَحُّ يَعْنِي إِمَامُ بُخَارِيَّ نَظَرَ فِي هَذِهِ الْحَدِيثِ وَصَحَّحَ نَحْوَهُ اس کے بعد علی قاری
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
كُلُّ مَا يَرْوَى فِي هَذَا فَلَا يَصَحُّ دَقُّهُ الْبَيِّنَةُ كَلَّتْ وَإِذَا ثَبَتَ دَقُّهُ إِلَى
الْبُخَارِيِّ فَيَكْفِي الْعَمَلُ بِهِ يَقُولُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ
الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ترجمہ :- انگوٹھے پھونکنے کے متعلق جو کچھ روایت کیا گیا ہے وہ یقیناً صحیح مرفوع نہیں۔
میں کہتا ہوں کہ جب یہ فعل ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ تک مرفوع ثابت ہے تو عمل کے لیے اتنا
ہی کافی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لازم پکڑ میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو۔

۴۔ غیر مقلدوں کا امام علامہ شوکانی المتوفی ۱۲۵۵ھ لکھتا ہے | رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي

مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا قَالَ ابْنُ طَاهِرٍ

فِي الشَّذَّكَ لَا يَصِحُّ -

ترجمہ :- انگریزی پڑھنے کے متعلق محدث دہلی نے مسند الفردوس میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ مگر ابن طاہر بیہقی نے تذکرہ میں کہا ہے کہ لا یصح یہ رفع صحیح نہیں بلکہ

۵۔ شیخ عبد الرحمن بن محمد مفتی بیروت المتوفی ۱۲۵۶ھ کی شہادت

سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا خضر علیہم السلام کی روایت نقل کر کے کہتے ہیں۔
كَلَّ ذَالِكَ لَمْ يَصِحَّ یعنی ان احادیث کا مرفوع ہونا صحیح نہیں بلکہ

فقہاء کرام احناف رضی اللہ عنہم کی شہادتیں

۱۔ علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عمل کو مستحب لکھا ہے بلکہ

۲۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مستحب فرمایا ہے بلکہ

۳۔ فقہ شمس الدین محمد زاساوی رحمۃ اللہ علیہ اس فعل کے استحباب کے قائل ہیں بلکہ

۴۔ عبدالحی لکنوی لکھتے ہیں۔

فَقَدْ ذَلَّلَ ذَلِكَ فِي أَحَادِيثٍ مَرْفُوعَةٍ وَمَوْقُوفَةٍ كُلِّهَا ضَعِيفَةٍ وَلَا يَصِحُّ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ مَرْفُوعٌ قَبْلَ أَنْ يَصْرَحَ بِبَعْضِ الْفُقَهَاءِ بِاسْتِحْبَابِهِ فِي إِذْنِ عِنْدَ الشَّهَادَةِ تَيْنِ لِأَنَّ الْحَدِيثَ الضَّعِيفَ يَكُونُ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ -
ترجمہ :- انگریزی پڑھنے کے متعلق مرفوع اور موقوف احادیث آئی ہیں لیکن وہ سب ضعیف ہیں اس کے بارے میں کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں۔ اسی لیے بعض فقہاء نے اس کے استحباب کا قول کیا۔ اس لیے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف کفایت کرتی ہے۔

۱۔ فوائد المجموع فی بیان احادیث الموضوعۃ سطر ۲۰۔ ۲۔ اسنی المطالب فی احادیث مختلفۃ المراتب صفحہ ۳۰۰۔

۳۔ حاشیہ علی مرقی الفکر صفحہ ۱۲۴۔ ۴۔ فتاویٰ شامی جلد ۱ صفحہ ۲۴۹۔

۵۔ جامع الرموز صفحہ ۸۔ ۶۔ السعایۃ مطبوع لاہور ج ۲ صفحہ ۳۶ سطر ۲۵۔

ثابت ہوا کہ جن اکابرین اہل سنت نے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے ان میں سے ایک شخص بھی انگوٹھے چڑھنے والی روایات کے موضوع ہونے کا قائل نہیں۔ یہ صرف گجراتی دہابی کا ہی دہلی ہے۔

مسئلہ ذبح لغیر اللہ اور دہابی کا دجل و فیتب ۲۳

اعتراض | دہابی لکھتا ہے :- خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

در حدیث صحیح وارد شدہ کہ ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی ہر کہ ذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون است خواہ در وقت ذبح نام خدا بگیرد یا نہ زیرا کہ چون شہرت داد کہ ایں جانور برائے فلاں است ذکر نام خدا بوقت ذبح فائدہ نکر دہے آن جانور منسوب بآن غیر گشت و خبثتے درو پیدا شدہ کہ زیادہ از خبثت مردار است و ہر گاہ ایں خبثت در دے سرایت کرد ہر گاہ بذر کا نام خدا حلال نئے شود و مانند سنگ و خاک کہ اگر کا نام خدا مذکور شود حلال نئے گردد (فتاویٰ عزیز) ترجمہ :- صحیح حدیث میں وارد ہے جو شخص کسی جانور کے ذبح کرنے سے اللہ کے سوا دوسرے کا تقرب چاہیے۔ وہ ملعون ہے خواہ ذبح کے وقت اس پر خدا کا نام ہی کیوں نہ لے۔ کیونکہ جب اس نے اسے کسی دوسرے کے نام زد کر دیا۔ تو اب بوقت ذبح خدا کا نام لینا بالکل بیکار ہے اب اس نام زدگی سے اس جانور میں وہ پلیدی آگئی ہے۔ جو مردار سے بھی بدتر ہے اب اس کے بعد خدا کا نام لینے سے وہ حلال نہ ہوگا جیسے کہ گنا اور سور کو اگر اللہ کا نام لے کر بھی ذبح کریں۔ تو وہ حلال نہیں ہونگے۔

۲۔ وَلَوْ ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى (در مختار مع حاشیہ شامی جلد ۱۲)

تمام ہوئی عبارت دجال گجراتی کی بلے

جواب :- اس مسئلہ میں دہابی نے شاہ عبدالعزیز صاحب کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں

دو باتیں غور طلب ہیں۔

پہلی بات | شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کا یہ کہنا جو شخص کسی غیر خدا کے تقرب کے لیے جانور ذبح کرے وہ ملعون ہے یہ حکم بالکل درست ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور ہماری سرآنکھوں پر لیکن اسی ارشاد نبوی کی یہ وضاحت ہے جس کو خوب غور سے ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔

اسلام کا یہ عظیم الشان قاعدہ کلیہ ہے کہ جس طرح مخلوق میں کسی کی عبادت کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنانا حرام ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کو کسی مخلوق کے قرب کا ذریعہ بنانا بھی ممنوع ہے جیسا کہ مشرکین کا قول قرآن مجید نے نقل کیا ہے۔

مَا تَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُوا إِلَيْنَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ

یعنی مشرک کہتے ہیں کہ بتوں کی عبادت سے ہمارا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا ہے۔ لہذا مخلوق کی عبادت سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حرام شہرا۔ اسی طرح اللہ کی عبادت سے مخلوق کا تقرب حرام ثابت ہوا جو کہ لیسٹم اللہ اکبر کہہ کر حلال جانور کو ذبح کرنا اللہ کی عبادت سے اس سے مخلوق کے کسی فرد کی نزدیکی چاہنا حرام ہے۔ اس کا کوئی ایماندار بھی منکر نہیں۔

دوسری بات | شاہ عبدالعزیز صاحب کا یہ کہنا کہ جانور کسی بزرگ کے نامزد کرنے سے ہی ایسا حرام ہو جاتا ہے جیسا گناہ اور خنزیر۔ سو بات بالکل لغو ہے مجھے یقین ہے کہ یہ نمبر ۲ بات شاہ صاحب کی نہیں یہ وہابیہ کا تصرف ہے۔ اس دعویٰ کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل ۱ | شاہ عبدالعزیز دہلوی صاحب کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا تھا کہ معنی آیت ذمّا اہلّ لعلی اللہ کا کیا ہے اور مصداق اس آیت کا کیا ہے؟ مسئلہ آیت کا ترجمہ اور مصداق جو فتاویٰ عزیزی میں ہے یہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے والد ولی اللہ صاحب کے ترجمہ کے بھی خلاف ہے۔ مذکورہ بالا آیت قرآن مجید میں چار مقام پر ہے

۱۔ پ البقرہ رکوع ۲۱ آیت ۲۱۔ ۲۔ پ المائدہ رکوع ۱ آیت ۳۔ ۳۔ پ الانعام ۱۵ آیت ۱۵۔ ۴۔ پ النحل رکوع ۱۵ آیت ۱۵۔

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے چاروں مقاموں پر یہی ترجمہ کیا ہے برائے غیر خدا
آواز بلند کر دہ شود وقت ذبح اور (ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ)

”یعنی وہ جانور حرام ہے جسے ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے۔“

اب ناظرین حضرات غور فرمادیں کہ باپ تو کہتا ہے کہ اگر ذبح کے وقت جانور پر غیر خدا کا
نام لیا جائے، تو جانور حرام ہو جاتا ہے، اور بیٹا یہ کہے کہ صرف کسی کے نامزد کر دینے سے ہی
حرام ہو جاتا ہے، فیصلہ کرو۔ باپ اور بیٹا دونوں میں سے کون قرآن مجید کا فہم رکھتا ہے، وہابیہ
کے نزدیک تو دونوں میں سے ایک ضرور قرآن مجید سے جاہل ہے لیکن ہم تو ایسا کہنے کی جرأت
نہیں کرتے بلکہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ باپ، بیٹا دونوں ہی قرآن مجید کا فہم رکھنے والے ہیں۔
لہذا فتاویٰ عزیزی کی عبارت شاہ صاحب کی نہیں بلکہ وہابیہ کی کارکردگی ہے۔

دلیل ۲ وہابیہ کو یہ بات بھی تسلیم ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی حنفی محدث ہیں، اور
حنفیوں کے مسلم امام امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”کتاب الاثمار“ میں یہ حدیث

پاک نقل فرماتے ہیں۔

عَمَّا قَالَ أَخْبَرَكَ أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ رَوَاحَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأُذِيَ بِهَا جَارِيَةٌ كَانَتْ فِي الْغَنَمِ فَكَانَ يَتَعَاهَدُهَا وَيَنْظُرُ إِلَيْهَا كُلَّمَا أَتَى الْغَنَمَ
(الحديث)

ترجمہ: عبداللہ بن رواحہ (صحابی) سے روایت ہے کہ اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک
بکری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامزد کی ہوئی تھی، اور اپنی لوندی کو جو بکریوں کی دیکھ بھال کرتی
تھی، یہ نصیحت کی ہوئی تھی، کہ اس بکری کا خوب خیال رکھے، اور خود بھی جب کبھی بکریوں میں جاتے
تو اس نامزد کی ہوئی بکری کو خوب دیکھتے۔ اب ان وہابیوں سے پوچھو کہ صحابی رسول علیہ الصلوٰۃ
والسلام پر کیا حکم پڑو گے۔

بکرائی وہابی نے اس مسئلہ میں درمختار کا جو مجملہ نقل کیا ہے، وہ تو ذکر اسم اللہ،

اس کے نقل کرتے میں بھی پورا پورا دجل سے کام لیا ہے۔ درمختار میں جہاں سے مذکورہ جملہ نقل کیا گیا ہے، وہاں پر بزرگوں کو ایصالِ ثواب کے لیے جانور ذبح کرنے کی بحث کا نام نشان تک نہیں، ہم درمختار کی پوری عبارت نقل کر دیتے ہیں تاکہ گہرائی و دہائی کا دجل خود بخود قارئین کی سمجھ میں آجائے۔

ذَبَحَ بِعَثَّةٍ دُمِ الْأَمِيِّينَ وَنَحْوَهُ كَوَاحِدٍ مِّنَ الْعُظَمَاءِ يُعَدُّمُ لِذَنَّهُ أَهْلًا
بِعِثَّةٍ اللَّهِ وَكَوَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ تَعَالَى وَلَوْ ذَبَحَ لِلضَّيْفِ لَا يُعَدُّمُ لِذَنَّهُ
سُنَّةُ الْخَلِيلِ وَكَدَامَ الضَّيْفِ إِكْرَامُ اللَّهِ وَالْفَارِقُ أَنَّهُ إِنْ قَدَّ مَعَالِيَهُ كُلَّ
مِنْهَا كَانَ الَّذِي ذَبَحَ لِلَّهِ وَالْمَنْفَعَةَ لِلضَّيْفِ. ۱۰

توجہ :- اگر کسی امیر اور ایسے ہی کسی عظمت والے انسان کی آمد پر محض تعظیماً جانور ذبح کیا۔ تو وہ حرام ہے کیونکہ یہ ما اہل بغیر اللہ کے حکم میں داخل ہے اگرچہ ایسے جانور کو اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے ذبح کیا جائے۔ اگر مہمان کی آمد پر ذبح کیا تو حرام نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اور یہ بھی کہ مہمان کی عزت اللہ تعالیٰ ہی کی عزت ہے تعظیماً ذبح کرنے اور مہمان کے لیے ذبح کرنے میں یہ فرق ہے کہ گوشت کھانے کے لیے مہمان کی خدمت میں پیش ہوتا۔ کہ وہ اسے کھائے۔ اس صورت میں ذبح اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا۔ اور مذکور مہمان کے نفع کے لیے۔ دوسری صورت میں گوشت آنے والے کی خدمت میں پیش کرنا مقصود نہ ہو۔ صرف غیر خدا کی تعظیم مقصود ہو۔ تو حرام ہو جائے گا۔

یہ ہے درمختار کی پوری عبارت۔ جس سے اہلسنت کے علماء کی تائید ہوتی ہے کہ ذبح اللہ تعالیٰ کے لیے کرتے ہیں۔ اور مذکور یعنی گوشت۔ چربی، کھال وغیرہ کا نفع فقراء اور مساکین کے لیے ہوتا ہے۔ اور اس نفع کا اجر و ثواب اپنے کسی بزرگ کی خدمت میں پیش ہوتا ہے۔ دنیا میں ایک بھی صاحب عقل سلیم ایسا نہیں جو اس مذکورہ صورت کی حرمت کا قائل ہو۔

مسئلہ سماع موتی اور گہرائی و دہائی کی جائزیت یعنی دجل و فریب

۱۰ :- درمختار بر حاشیہ شامی جلد ۵ صفحہ ۲۱۳ مطبوعہ مصر۔

اعتراض | وہابی لکھتا ہے بعض جاہلوں کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ ہم جو کچھ بزرگوں کی قبروں پر جا کر کرتے ہیں وہ دیکھتے ہیں اور جو ندائیں ہم ان کو دیتے ہیں وہ سنتے ہیں میرے نزدیک شرک کی یہ پہلی سیڑھی ہے۔

خدا تعالیٰ نے سرے سے اس عقیدہ ہی کی نفی کر دی تاکہ شرک کا دروازہ ہی بند ہو جائے
 فَرِیَاہُ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِیْبُ لَهُمْ إِلَى یَوْمِ الْقِیَامَةِ ۚ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۝۱۷

ترجمہ :- اور اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو پکارتا ہے اللہ کے سوا ان کو جو نہیں پہنچ سکتے اس کی پکار کو دن قیامت تک اور وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔ اس آیت شریفہ میں لفظ من دون اللہ آیا ہے اور یہ اللہ کے سوا سب کو شامل ہے چاہے نبی ہوں۔ ولی ہوں، شہید ہوں۔ پیر ہوں، فقیر ہوں سب ان کی دعاؤں سے غافل اور بے خبر ہیں ۱۷

جواب :- اس بد دین کی پہلی بات کہ بعض جاہلوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء اولیاء بعد از وصال اپنے پکارنے والوں کی پکار سنتے ہیں اور ان کو دیکھتے ہیں اس کو اس کی زد میں کون کون آئے گا ملاحظہ ہو۔

عائسہ بنت علی بن برہان الدین حلبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَكَ إِذَا أَنَا مِتُّ وَفَرَعْتُمْ مِنْ جَمَازِي فَأَحْمِلُونِي حَتَّى تَقِفُوا أَبَا الْبَيْتِ الَّذِي فِيهِ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَفُوا أَبَا الْبَيْتِ وَقُولُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْأَلُكَ فَإِنْ أَذِنَ لَكُمْ بِأَنْ تَفْتَحَ الْبَابَ وَكَانَ الْبَابُ مَغْلَقًا يَفْتَحُ فَادْخُلُونِي وَادْفِنُونِي وَإِنْ لَمْ يَفْتَحِ الْبَابَ وَأَخْرَجُونِي إِلَى الْبَيْتِ وَادْفِنُونِي بِهِ فَلَمَّا وَقَفُوا عَلَى الْبَابِ وَقَالُوا مَا ذَكَرَ سَقَطَ الْقَتْلُ وَالْفَتْنَةُ الْبَابُ وَسَمِعَ هَاتِفٌ مِنْ دَاخِلِ

۱۷ :- احکامات آیت ۵ - ۱۷ :- شجرہ بدعات صفحہ ۳۹ -

الْبَيْتِ اَدْخُلُوا الْحَبِيبَ اِلَى الْحَبِيبِ فَاِنَّ الْحَبِيبَ مُسْتَشَاقٌ ۝

ترجمہ: جب سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا۔ آپ نے حاضرین کو وصیت کی کہ جب میرا وصال ہو جائے اور تم غسل و کفن دے کر فارغ ہو جاؤ۔ تو مجھے اٹھا کر اس مکان کے دروازہ کے سامنے لے جا کر رکھ دینا جس مکان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار اقدس ہے اور خود دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کرنا السلام علیک یا رسول اللہ ابوبکر آپ سے اجازت کے طالب ہیں۔ پس اگر بایں صورت اجازت مل جائے کہ دروازہ خود بخود کھل جائے۔ کیونکہ دروازہ کو قفل لگا رہتا تھا۔ تو مجھے اندر لجا کر دفن کر دینا۔ اگر دروازہ نہ کھلے تو جنت البقیع میں لیجا کر دفن کر دینا۔ جب صحابہ نے روضہ النور علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر کھڑے ہو کر مذکورہ وصیت کے مطابق کیا۔ تو قفل دروازے سے علیحدہ ہو گیا۔ اور دروازہ کھل گیا۔ اور اس سے آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ۔ کیونکہ حبیب حبیب کا مشتاق ہے۔

۲۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

اسی طرح تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے۔
افضل الناس بعد الانبیاء سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی اس وصیت سے آپ کا عقیدہ بالکل واضح ہے۔ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پکارنے والوں کی پکار کو بھی سنتے ہیں اور آپ دیکھتے بھی ہیں۔ چھٹی تو آپ نے یہ وصیت فرمائی۔ اور ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے انکار بھی نہ کیا۔ ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے اور دیکھنے کے عقیدہ پر صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ ۷

۳۔ حافظ الشان سیدی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

۷۔۔۔ سیرۃ حلبیہ جلد ۴ صفحہ ۳۶۵ تطبیع کلاں طبع جدید الرحمان۔

۸۔۔۔ تفسیر کبیر طبع جدید جز ۲۱ صفحہ ۸۷۔

دَعَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ مَالِكِ الدَّارِيِّ وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَ
قَالَ أَصَابَ النَّاسَ قُحْطٌ فِي ذَمِّنِ عُمَرَ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ لِمَتِّكَ فَيَا نَفْسُ قَدْ هَلَكُوا فَأَنَّى
الترجل في المنام فُقِيلَ لَكَ إِيَّتِ عُمَرَ (الحديث) ۱۷

ترجمہ :- ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ عمر فاروق کے خازن مالک داری سے روایت
کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا تو ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے روضہ انور پر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اپنی اُمت کے لیے بارش طلب فرماویں کہ وہ ہلاکت
کو پہنچ چکی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انسان کو خواب میں آکر فرمایا کہ تم عمر کے پاس جاؤ آگے
بارش ہونے کے متعلق واقع مذکور ہے

حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ مزار اقدس پر آنے والا
شخص بلال بن حارث مزنی صحابی تھا۔

بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کے فعل سے ثابت ہوا کہ صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
متعلق عقیدہ رکھتا ہے کہ روضہ انور میں فریادوں کی فریادیں سنتے بھی ہیں اور فریادیں فرماتے بھی
ہیں۔ یہ بددین و باپی کہتے ہیں مذکورہ بالا عقیدہ بعض جاہلوں کا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)
گجراتی و ہابی نے اپنے اس گندے عقیدے (کہ انبیاء اولیاء نہ کسی کی فریادیں سنتے
ہیں اور نہ ہی فریادیں کرتے ہیں بلکہ مردے بے جان بالکل بے خبر ہیں) پر تین آیات سے
استدلال کیا ہے۔

آیت ۱ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَنْجِيهِ ۚ
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۝

آیت ۲ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ

الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بَشْرِكُمْ ۝ ۱۷

آیت ۱۷ | فَكُفِيَ بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ
لَغَافِلِينَ ۝ ۱۸

حالانکہ مذکورہ تینوں آیات کا انبیاء اور اولیاء سے کوئی تعلق نہیں، ان آیات کا معنی
سید المفسرین سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر سے ملاحظہ فرمادیں۔

وہابی کی پیش کردہ آیات کا معنی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زبانی

آیت ۱۷ | (مَنْ اَصْلًا) عَنِ الْحَقِّ وَالْهُدَى (مِمَّنْ يَدْعُو) يَدْعُو
مِنْ دُونِ اللّٰهِ (وَهُوَ الْكَافِرُ) مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ (لَا يَجِيبُ) لَا
اِنْ دُعَاكَ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ (يَعْنِي الْاَصْنَامَ) (عَنْ دُعَائِهِمْ) عَنْ
دُعَاءِ مَنْ يَدْعُوهُمْ (غَافِلُونَ) غَافِلُونَ ۝ ۱۸

ترجمہ :- حق و ہدایت سے زیادہ پھرا ہوا اس شخص سے کوئی نہیں جو عبادت کرتا ہے خدا کے سوا
یعنی کافران کی عبادت کرتے ہیں جو اپنے پرچنے والے کی پکار کا جواب قیامت تک نہیں دے گا۔
یعنی بت اپنے پرچنے والوں کی پکار سے غافل ہیں۔

آیت ۱۸ | (اِنْ تَدْعُوهُمْ) يَعْنِي اَلَّذِيْهِمْ (لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَكُمْ) لَا تَقْبَلُوْهُمْ
بِكُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ ۱۹

ترجمہ :- اگر تم ان معبودوں کو پکارو وہ تمہاری پکار نہ سنیں گے کیونکہ وہ بہرے اور گونگے
ہیں سنتے نہیں۔ ۱۹

شاہ عبد القادر محدث دہلوی نے تو صاف صاف ان آیات کو مشرکوں اور ان کے بتوں
کے حق میں مانا ہے۔

۱۷ :- سورہ فاطر آیت ۱۷ پارہ ۲۲ - ۱۸ :- سورہ یونس آیت ۱۷ پارہ ۱۱ -

۱۹ :- تفسیر ابن عباس صفحہ ۳۱۲ - ۲۰ :- تفسیر ابن عباس صفحہ ۲۰ -

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔
 اگر پکارو یعنی دُعا مانگو بتوں سے جن کو شریک کرتے ہو خدا تعالیٰ کے ساتھ وہ
 نہیں سنتے تمہاری پکار کو کہ وہ بے جان ہیں۔
آیت ۳۱ فَكُنْ بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ عَنْ عِبَادَتِكُمْ
 لَعَا فِئْلَيْنِ (قرآن)

وہابی بددین نے اس آیت مبارکہ کے تحت لکھا ہے۔
 قیامت کے دن اللہ کے مقبول بندے نبی، ولی، پیر، فقیر، شہید قسم اٹھا کر یہ اعلان
 کریں گے کہ ہم تمہاری سود و پکار، نذر و نیاز وغیرہ سے بے خبر تھے۔
 وہابی نے آیت مبارکہ پوری نقل نہیں کی۔ اگر پوری نقل کرتا تو اس کی خباثت باطنی
 کی ہرگز مائیہ نہ ہوتی۔ پوری آیت مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
 وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ
 وَشُرَكَاءُكُمْ فَذَلِكُنَا بَيْنَكُمْ وَقَالَ شُرَكَاءُهُمْ مَا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُونَ
 فَكُنْ بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَعَا فِئْلَيْنِ۔
 آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تکرار مشرکین اور ان کے بتوں کا ہے۔
 شاہ عبدالقادر صاحب اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

پوچھیں گے ہم کافروں سے کیوں عبادت کی بتوں کی تم نے کہیں گے کافر بتوں نے
 ہم کو ساتھ عبادت اپنی کے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بتوں کو بیچ بات کہنے کے لادے گا۔ اور کہیں شریک
 ان کے یعنی بت۔ نہ تھے تم کہ ہم کو پوجا ہو دے تم نے بلکہ تم خواہش اپنی کو پوجتے تھے۔
 معلوم ہوا گجراتی وہابی نے بتوں اور مشرکوں والی آیات کو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں
 پر چسپاں کیا ہے ایسا کیوں نہ کرتا۔ ہر چیز اپنی اصل کی طرف جاتی ہے دراصل یہ وہابی خارجی

۱۔ تفسیر موضح القرآن صفحہ ۴۵۶ - ۲۔ شجرہ بدعات صفحہ ۴۰۔
 ۳۔ سورہ یونس آیت ۷۸ پارہ ۱۱۔ ۴۔ تفسیر موضح القرآن صفحہ ۱۹۹۔

میں۔ بخاری شریف میں ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں اور محدوں کو اللہ کی بدترین مخلوق کہتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ لوگ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کرتے ہیں۔
برج فرمایا۔ ایمانداروں کے سردار عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے، وہابی بیشک خارجی محد۔
اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق ہیں۔

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صیغہ خطاب کے ساتھ ندا کر کے آپ سے گفتگو فرمانا فرماتے ہیں۔

يَا مَسِيكِي كُنْ مَا دَعَيْتُ فِيْ فَاتَيْتُ — اِنِّيْ فَقَيْتُ فِي النُّوْرِ لِيَعْنَاكَ

اے میرے مالک بروقت حاجت میرے شفیع ہو جائے۔ میں تمام مخلوق سے زیادہ آپ

کا محتاج ہوں۔ www.Ishaat-ul-Uloom.net

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کے مزارات کو بوسہ دینے کا مسئلہ

بزرگان دین نے اپنی تالیفات میں جہاں کہیں یہ فرمایا ہے۔ قبر کو ہاتھ نہ لگائے۔ بوسہ نہ دے۔ اس پر نہ جھکے۔ ان کی خاک کو منہ پر نہ ملے۔ یہ صرف ان قبروں کے متعلق ہے جن میں کسی قسم کی کوئی شرافت نہیں۔ بلکہ عام گنہگاروں کی قبریں ہوں۔ باقی رہا مزارات مشرکہ کا بوسہ لینا یا حصول برکت کے لیے مزار مبارک کو ہاتھ لگانا یا اس پر رخسار رکھنا تو اس کے جائز ہونے میں کسی کو کوئی کلام نہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں

كُلُّ مَنْ يَتَسَبَّرَكَ فِي حَالِ حَيَاتِهِ يَتَسَبَّرَكَ بِهِ بَعْدَ وَفَاتِهِ ۝
ترجمہ :- جس کی زندگی میں اس سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے اس سے بعد وفات بھی برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں۔
الْبِرَّةُ الْعَامَّةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ مِنْ كَلَامٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ تَوْبَةٍ أَوْ مَكَانٍ
حَتَّى يَتَسَبَّرَكَ بِتَوْبَةٍ وَطَبْعَةٍ وَبِمَكَانٍ جَلَسَ فِيهِ يَوْمًا ۝
ترجمہ :- ولی اللہ کی ایک یہ بھی شان ہے کہ اس کی ہر چیز یعنی کلام، سانس، فعل، کپڑا، مکان میں برکت ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کے پاؤں کی مٹی اور جس مکان میں وہ ایک دن بھی بیٹھا ہو برکت حاصل کی جاتی ہے۔

شیخ الاسلام نور الدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نَقَلَ عَنْ ابْنِ أَبِي الصَّيْفِ الْمِصَنِيِّ أَحَدَ عُلَمَاءِ مَكَّةَ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ
جَوَّادُ تَقْبِيلِ الْمُصْحَفِ وَأَجْزَائِ الْحَدِيثِ وَثُبُورِ الصَّالِحِينَ وَنَقَلَ الطَّبِيبُ
النَّاشِرِيُّ عَنِ الْحَبِيبِ الطَّبْرِيِّ أَنَّهُ يَجُوزُ تَقْبِيلُ الْقَبْرِ وَنَشْءُ قَالَ وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْعُلَمَاءِ
الصَّالِحِينَ ۝

ترجمہ :- ابن ابی صیف میانی جو مکہ مکرمہ کے علماء شافعیہ سے ہیں قرآن مجید کتب احادیث اور صالحین کے مزارات کو چومنے کا جواز منقول ہے اور طبیب ناشری نے حب طبری سے نقل کیا ہے کہ قبر (متبرک) کو چومنا اور مس کرنا جائز ہے اور فرمایا اس پر علماء صالحین کا عمل بھی ہے۔

ادبچی قبروں کو گرانے کا مسئلہ

۱۔ :- لمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۳۸۲ ۲۔ :- منہاج العابدین مع شرح سراج السالکین صفحہ ۵۲۹ مطبوعہ ممبئی
۳۔ :- کتاب وفار الوفا جلد ثانی صفحہ ۴۴۴ -

پاکستانی اور نجدی دہائیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے مزارات مقدسہ کو پامال کرنے کی بنیاد جس حدیث پاک پر رکھی ہوئی ہے وہ حدیث اور اس کی حقیقت ملاحظہ فرمادیں۔

حدیث | عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَلِيُّ أَدَا بُعْثَكَ عَلَى مَا بُعِثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَدْعَ قُمْثًا إِلَّا لَطَمْتَهُ وَلَا تَقْبُرُوا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابو الہیاج رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے ابو الہیاج کیا میں تم کو اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کام کے لیے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ اور وہ کام یہ ہے کہ جاؤ اور جو تصویر تم کو نظر آئے اس کو مٹا دو اور جو قبر اونچی ملے اسے برابر کر دو۔

یہ حدیث شریف نقل کرنے کے بعد وہابی لکھتا ہے۔
خدا تعالیٰ دین اسلام کو اتنا علیہ دے کہ یہ تمام روئے گنبد اور قبریں جو شرک کا موجب ہیں مذکورہ حدیث کے مطابق برابر کر دیئے جائیں۔
مذکورہ بالا حدیث مسلم شریف جلد ۱ ص ۳۱۲۔

لغات حدیث کی مشہور معروف کتاب مجمع البحار میں ہے

الْمُرَادُ بِجَدِّهِ الْأَمْرِ بِتَسْوِيَةِ الْقَبْرِ الْمَشْرِفِ لَسَطِيحِهِ لَا سَوِّيْتَهُ بِالْأَرْضِ۔
یعنی جس حدیث میں اونچی قبر کو برابر کرنے کا حکم ہے اس کا معنی یہ نہیں کہ قبر کو زمین کے برابر کر دیا جائے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ قبر کی بلندی چاروں اطراف سے یکساں ہو۔ درمیان میں سے اونٹ کی کومان کی طرح اونچی نہ رکھی جائے۔
دیکھ لیجئے حدیث شریف کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ اور یہ حکم قبر کی اصلی بناوٹ کا ہے۔

کہ قبر زمین سے اونچی ضرور ہو۔ لیکن اونٹ کی کوٹان کی مانند نہ ہو۔ اس حدیث کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء عظام کے مزارات کے گنبدوں اور قبوں سے کیا واسطہ۔
قبروں کو برابر کرنے کے حکم والی حدیث شریف کے متعلق ایک غیر مقلد عالم کہتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں وحید الزماں غیر مقلد کی تحقیق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت علی کو اسی طرح حضرت علی نے ابوالبہاج کو قبروں کے برابر کرنے کا حکم دیا تھا۔ وہ مشرکوں کی قبریں تھیں نہ کہ مسلمانوں کی کیونکہ مسلمانوں کی قبریں اس زمانہ (نبوی) میں سنت کے موافق ایک بالشت سے زیادہ بلند نہ ہوں گی۔
اور حقیقت بھی یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ کی سنت مبارک کی مخالفت کرنے کی کس میں جرأت تھی۔ اس کی تائید بخاری شریف سے بھی ہوتی ہے۔

امام المحدثین سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں اس عنوان کا مستقل باب باندھا ہے۔ (باب) هَلْ يُنْبَشُّ قُبُورُ مُشْرِكِي الْجَاهِلِيَّةِ یعنی کیا زمانہ جاہلیت کے مشرکوں کی قبریں اکھاڑ دی جائیں؟ اس کی شرح میں فتح الباری شرح بخاری میں ہے۔

لَمْ يَدْخُلْ فِيهَا مِنْ قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ وَآثَابَهُمْ لِمَا فِي ذَلِكَ مِنْ إِهَانَةٍ
لَهُمْ بِخِلَافِ الْمُشْرِكِينَ فَإِنَّهُمْ دَخَلُوا لَهُمْ بَلَاءً

یعنی مشرکین کے علاوہ انبیاء اور ان کے پیروکاروں (اولیاء) کی قبروں کو نہ پھیڑا جائے گا۔
کیونکہ ایسا کرنے میں انبیاء اور اولیاء کی امانت ہے بخلاف مشرکوں کے کہ ان کی کوئی عزت نہیں۔

بزرگان دین کے مزارات مقدسہ پر عمارت بنانے کا مسئلہ

علامہ طاہر یطینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں | قَدْ أَبَاحَ السَّلَفُ أَنْ يُبْنَى عَلَى قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْعُلَمَاءِ الْأَمْثَلِ لَيْسَ فِدَهُمُ النَّاسُ وَ

تَسْتَرْجُونَ بِالْجُلُوسِ فِيهِ ۝

ترجمہ :- اسلاف اُمت نے جائز رکھا ہے کہ مشائخ اور مشہور علماء کی قبروں پر عمارت بنائی جائے تاکہ لوگ ان کی زیارت کو آئیں اور وہاں بیٹھ کر آرام کریں۔

حنفیوں کے مسلم امام اور محدث علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مکی فرماتے ہیں۔

قَدْ أَبَاحَ السَّلَفُ الْبِنَاءَ عَلَى قُبُورِ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ الشُّهُورِيِّينَ لِيُزَوِّدَهُمُ النَّاسُ وَ

يَسْتَرْجُونَ بِالْجُلُوسِ فِيهِ ۝

ترجمہ وہی ہے جو مجمع البحار کی عبارت کا ہے۔

عارف باللہ سیدی اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بِنَاءُ الْقُبَابِ عَلَى قُبُورِ الْعُلَمَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ وَصُحْبِ السُّتُورِ وَالْعَاطِمِ
وَالنَّبَابِ عَلَى قُبُورِهِمْ وَكَذَا الْبِنَاءُ عَلَى الْقُبُورِ وَالصُّلَحَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ
مِنْ بَابِ التَّعْظِيمِ وَالْإِجْلَالِ لَا يَنْبَغِي النَّفْيُ عَنْهُ ۝

ترجمہ :- اولیاء علماء اور صلحاء کی قبروں پر قبے بنانا اور پردے ڈالنا اور دیگر کپڑے (چادریں وغیرہ) ڈالنا اسی طرح مزاراتِ اولیاء و صلحاء کے قریب قندیلیں اور چراغ روشن کرنا یہ اُن کی عزت اور عظمت ہے۔ لہذا منع نہ کرنا چاہیے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

لَا يَكُونُ الْبِنَاءُ إِذَا كَانَ الْمَيِّتُ مِنَ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ وَالسَّادَاتِ ۝

ترجمہ :- اگر میت مشائخ یا علماء یا سادات سے ہو تو قبر پر تعمیر میں کوئی کراہت نہیں۔

۱۔ مجمع البحار جلد ۴ صفحہ ۱۸۷۔ ۲۔ مرقاة جلد ۴ صفحہ ۶۹ مطبوعہ پاکستان۔

۳۔ تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۴۔ ۴۔ فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۶۲۷

نوٹ: یہ عبارت بعینہ فتاویٰ متقیح حامدیتہ جلد ۲ صفحہ ۳۵ پر بھی ہے۔
 ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء عظام کے مزارات کو گرنے کا شریعت
 محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کوئی ثبوت نہیں۔ ابی الہیاج کی روایت سے استدلال
 کرنا دہائیہ کی خباثت باطنی ہے۔

مسئلہ دُعا بعد نماز جنازہ

اُمت و دہائیہ نماز جنازہ کے بعد دُعا مانگنے سے بھی منع کرتی ہے اور فقہاء کرام کے
 اقوال کا سہارا لیے ہوئے ہے۔ لیکن فقہاء کرام نے علی الاطلاق کراہت کا قول نہیں کیا۔ بلکہ
 فرماتے ہیں۔

لَا يَقُومُ بِالدُّعَاءِ بَعْدَ صَلَواتِ
 الْجَنَازَةِ لِأَنَّهُ يَشْبَهُ
 الزِّيَادَةَ فِيهَا۔

نماز جنازہ کے بعد دُعا کے لیے کھڑا نہ
 رہے کیونکہ اس سے نماز جنازہ میں
 زیادتی کا شبہ ہوتا ہے۔

اسی طرح علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لَا يَدْعُو لِلْمَيِّتِ بَعْدَ صَلَواتِ
 الْجَنَازَةِ لِأَنَّهُ يَشْبَهُ الزِّيَادَةَ
 فِي صَلَواتِ الْجَنَازَةِ۔

نماز جنازہ کے بعد میت کے لیے
 دُعا نہ کرے کیونکہ اس سے نماز جنازہ
 میں زیادتی کا شبہ ہوتا ہے۔

نتیجہ: ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ دُعا، بعد نماز جنازہ کے مکروہ ہونے کی علت
 یہ ہے کہ نماز میں زیادتی کا شبہ ہوتا ہے اور یہ شبہ اسی صورت میں ہے۔ جب کہ
 امام اور مقتدی نماز والی حالت پر قائم رہ کر دُعا کریں، اگر امام میت کی طرف سے منہ پھیرے اور
 مقتدی قطاریں توڑ لیں۔ پھر دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے جائیں تو کراہت ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ

قاعدہ ہے کہ علت کے اٹھ جانے سے حکم اٹھ جاتا ہے۔

مسئلہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و حیات اولیاء رحمۃ اللہ علیہم جمعین

اس مسئلہ کے بیان کرنے کا مقام تو دراصل بحث سماع موتی پر تھا۔ کیونکہ گجراتی و دہلوی علیہ
ما علیہ نے سماع موتی کی بحث میں انبیاء اولیاء، شہداء کے مروجے ہونے کا اقرار کیا ہے لیکن بتانے
اس مسئلہ کی عظمت کی بناء پر اسے علیحدہ بیان کیا ہے۔

حیات انبیاء کے متعلق اہل اسلام کا عقیدہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ | خاتم الحفاظ سیدنا سیوطی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

حِیَاۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ فِی قُبْرِہٖ هُوَ

وَسَاوِرُ الْاَنْبِیَاءِ مَعْلُوْمَةٌ عِنْدَنَا عَلِمًا قَطْعًا لِمَا قَامَ عِنْدَنَا مِنْ اَدْلٰلٍ فِیْ ذٰلِکَ وَ

قَوَّاتٍ بِہِ الْاَخْبَارُ۔

ترجمہ :- ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کا قبروں میں زندہ ہونا ہمیں قطعی طور پر معلوم
ہے کیونکہ اس مسئلہ میں کافی دلائل موجود ہیں اور خبریں حد تو اترا تک پہنچ چکی ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔

اخرج ابو یعلیٰ فی سندہ والبیہقی فی کتاب حیاۃ الانبیاء عن انس ان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم قال الْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِہِمُ یُصَلُّوْنَ۔

ترجمہ :- محدث ابو یعلیٰ نے اور بیہقی نے اپنی کتاب حیاۃ الانبیاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور نمازیں

پڑھتے ہیں۔ یہ ہی جلیل القدر امام فرماتے ہیں۔

لَا یُنْکَرُ ذٰلِکَ اِلَّا جَاهِلٌ۔

یعنی حیاۃ انبیاء کا انکار سوائے جاہل کے کوئی نہیں کر سکتا۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ایشان اَحیاء اند بیحیات حقیقی دنیاوی باتفاق۔
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں اور یہ زندگی حقیقی دنیاوی ہے (نہ کہ برزخی) اس حقیقی
زندگی پر پوری اُمت کا اتفاق ہے۔ یعنی اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی
بھی انبیاء کی حقیقی زندگی کا منکر نہیں۔
وہابیہ نجدیہ چونکہ قرن الشیطان یعنی شیطان کی اُمت ہے لہذا یہ منکر ہیں۔

مسئلہ حیاۃ اولیاء

امام الاحناف علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں |
أُولِيَاءُ اللَّهِ لَا يَمُوتُونَ وَلَكِنْ
يَنْتَقِلُونَ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ
فقہ حنفیہ: اولیاء اللہ مرتے نہیں لیکن ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوتے ہیں۔
امام الوہابیہ الدیوبندیہ حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں |
فقیہ مازنا نہیں صرف ایک
مکان سے دوسرے مکان

میں انتقال کرتے ہیں

شیخ الوہابیہ الدیوبندیہ محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں |

شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذ اللہ — حیات شیخ کا منکر ہو چکا ہے اسکی نادانی
معلوم ہوا شہید، صالح، صدیق تمام زندہ جاوید ہیں۔ ان کی حیات کا منکر جاہل ہے
شجرہ بدعات کے آخر میں گجراتی وہابی نے لغویات اور خرافات عنوان کے تحت چند

۱۔ اشعۃ اللمعات ج ۳ صفحہ ۴۲۳۔ ۲۔ مرقاۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۴۱
۳۔ شفاء امداد صفحہ ۸۱ حصہ سوم۔ ۴۔ یکیات شیخ ابند محمود حسن صفحہ ۹ (مطبوعہ قاسمی دیرپند)

اشعار نقل کیے ہیں جن میں سے بعض کا تعلق امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ سے اور بعض غیر متعلقہ ہیں۔ چونکہ مولانا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ کو اہل سنت نے اپنا امام تسلیم کیا ہے اور آپ یقیناً امام اہل سنت ہیں لہذا اہل سنت و جماعت آپ کی ہر تحریر کے ذمہ دار ہے۔

اہل سنت و جماعت وہابیوں کی مانند نہیں ہیں کہ اپنے اکابرین کی عقیدت میں جب بڑھنا شروع کیا۔ تو قاسم نانوتوی کو قاسم العلوم رشید احمد گنگوہی کو غوث اعظم اور اشرف علی تھانوی کو حکیم الامت وغیرہ سمجھتے گئے لیکن جب ان اکابرین کے عقائد کو قرآن و سنت کے مطابق صحیح ثابت کرنے کا موقع آتا ہے تو بالکل ہی چھائیں بائیں ہو جاتے ہیں۔ اسی واسطے ان وہابیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔

وہابی عوام کا عقیدہ گدھے کے عضو تناسل کی مانند ہے

عوام کے عقیدہ کی بالکل ایسی ہی حالت ہے جیسے گدھے کا عضو مخصوص۔ بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ نہیں بلکہ وہابیوں کے پیشروانے صحیح کہا ہے یہ وہابی ٹولہ واقعی گدھے کا عضو مخصوص ہے۔ الحمد للہ ہمارے امام احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عقیدت مندوں کے متعلق کوئی شکوہ نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی ہم آپ سے عقیدت کے میدان سے گم ہونے والے ہیں۔ اب نیٹے گجراتی وہابی کی خرافات لکھتا ہے۔

علی حضرت رضی اللہ عنہ کے کسی عقیدہ مند کے اشعار

س جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے جام کوثر کا پلا احمد رضا وہابی کا اعتراض مولوی احمد رضا خاں کو ساقی کوثر کا مرتبہ دے دیا۔

ترجمہ:- بیشک ائمہ فقہاء اور صوفیہ سارے کے سارے اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے۔ اور اپنے پیروکاروں کا اہل حقہ فرماتے ہیں جب کسی کی روح پرواز کرتی ہے اور جب ملکہ نیک کے سوال ہوتے ہیں بشرح شر حساب۔ میزان اور صراط سے گزرنے کے وقت بھی۔ یہ لوگ کسی مقام پر بھی اپنے پیروکاروں سے غافل نہیں ہوتے۔

اب رہا مولانا احمد رضا کا اپنا شعر جو گجراتی و بانی نے نقل کیا ہے کہ
خدا نے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچا لو آگے شفیق عشرتہا ما بندہ عذاب میں ہے !
اس میں آپ کی کوئی کسر شان نہیں۔ کیونکہ ہر نیک سے نیک روز عشرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا محتاج ہے۔

طائفہ۔ وہابیہ دیوبندیہ کے سیر حاجی امداد اللہ مہاجر کی لکھتے ہیں

www.Ishaat-ul-Uloom.net

جس دن تم عاصیوں کے شفیق ہوں گے پیش ہی

اس دن نہ بھولنا مجھے زہار یا رسول اللہ

لیجو خدا کے واسطے اس دن میری خبر

عصیاں کا میرے جب کھلے اخبار یا رسول اللہ

حالانکہ دیوبندی و بانی حاجی صاحب مذکور کو قلب زماں غوث دوراں لکھتے ہیں۔

دیگر اشعار علیہ حضرت رضی اللہ عنہ در منقبت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

ذی تصرف بھی ہے مازون بھی ہے محتاج بھی

کار عالم کا مدبر بھی ہے۔ عبد القادر

بندہ قادر کافر بھی ہے عبد القادر

سرباطن بھی ہے ظاہر بھی عبد القادر

لہ۔ گلزار معرفت صفحہ ۱۸۰۔

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں
وہ تیرے وعظ کی محفل ہے یا غوث
ملک مشغول، میں اس کی شناس میں

وہ تیرا ذکر و شغل ہے یا غوث

گجراتی و بابی کا اعتراض | غور فرمائیں حضرت شیخ عبدالقادر کو کارِ عالم کا مدبر بنا ڈالا، اور ان کا مرتبہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھا دیا، اور نعوذ باللہ خدا سے بھی بڑھا
دیا کہ خدا تعالیٰ شیخ عبدالقادر جیلانی کا ذکر و مشاغل ہے۔

دین دراصل حدیث عبدالقادر اہل دیں راسخیت عبدالقادر

ادما ینطق عن الہوی ایس شرحش: قرآن احمد حدیث عبدالقادر

شیخ عبدالقادر کو اہل دین کا فریادرس بنا ڈالا اور عبدالقادر کی بات کو احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن بنا ڈالا۔

جواب :- میں کہتا ہوں کہ ماذون و متصرف اور فریادرس ہونا تو لفظ غوث کے حقیقی معنوں میں
داخل ہے کیونکہ غوث کا معنی ہی فریادرس ہے اور فریادرس وہی ہو سکتا ہے جو من اللہ مودون
و متصرف ہو۔ ان وہابیوں سے کوئی پوچھے کہ تذکرۃ الرشید کے اقول میں تم نے جو رشید احمد
کو غوث اعظم (سب سے بڑا فریادرس) لکھ لیا ہے کیا اس کو تم نے ماذون و متصرف نہیں مانا۔

باقی گجراتی و بابی کا یہ کہنا کہ خان صاحب نے یہ کہہ کر کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام غوث
المتقین رضی اللہ عنہ کی محفل و وعظ میں آتے، اس سے شیخ صاحب کا رتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
بڑھا دیا۔ یہ وہابی کی جہالت ہے، اس سے تو صرف اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم شیخ رضی اللہ عنہ کی محفل و وعظ کو اپنی حاضری سے شرف بخشنے آئے، حضرت رضی اللہ عنہ
کا شعر قرآن احمد حدیث عبدالقادر سے وہابی کا یہ کھنکا کہ خان صاحب نے عبدالقادر کی حدیث

لہ :- شجرہ بدعات صفحہ ۵۱۰

کو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن بنا دیا۔ میں کہت ہوں کہ یہ اہل دہابی اُردو سمجھنے کی بیانت بھی نہیں رکھتا۔ دراصل مفہوم یہ ہے۔

قرآن: احمد یعنی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجسمہ قرآن ہیں۔

حدیث: عبد القادر یعنی شیخ عبد القادر رافضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا مجسمہ ہے۔ گویا کہ آپ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کو مجسمہ شکل میں دیکھنے کا طالب احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے اور حدیث احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مجسمہ شکل میں دیکھنے کا طالب شیخ عبد القادر رافضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

میزان سیادت

چونکہ آج کل بہت سے بد دین گمراہ خود کو سید کہتے اور کھولتے ہیں۔ لہذا فقیر نے ضروری سمجھا ہے کہ آخر کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے میزان سیادت بیان کر دیا جائے تاکہ عوام الناس دھوکہ نہ کھائیں۔

حدیث شریف | حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج میں عرفہ کے دن دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی قصوٰ پر سوار خلیہ فرما رہے تھے۔ میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا۔

اے لوگو! میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہے کہ اگر تم اسے پکڑے رکھو گے۔ ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔

ایک کتاب اللہ اور دوسری میری عزت (اہل بیت) علیہ السلام

ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان

دسویں صدی ہجری کے مجدد علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔

اہل بیت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل پاک ہے اور ان کو پڑنے سے یہ مراد ہے کہ ایمان والے ان سے محبت رکھیں ان کی حرمت کی حفاظت کریں۔ ان کی روایات پر عمل کریں۔ اور ان کے اقوال پر اعتماد رکھیں۔
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل پاک کی اطاعت کو مطلق رکھا ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو صحیح معنوں میں اور حقیقتاً آپ کی نسل سے ہوگا۔ اس کے عقائد اور اعمال شریعت اور طریقت کے عین مطابق ہوں گے۔
 آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ایمانداروں کو بددین، گمراہ، جھوٹے سیدوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

اولیٰ
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی آل پاک کی سچی محبت اور اطاعت نصیب فرمائے۔

آمین! شہد آمین! www.KitaboSunnat.com